Adarts HRA 5/92

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ــــ ۲۸
شمارہ ــــ ۸
ذی الحجہ ــــ ۱۴۱۳ھ
مئی ــــ ۱۹۹۳ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

الحق

بانی: حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ
مدیر معاون: عبدالقیوم حقانی

مدیر: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم: شفیق فاروقی

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم
۴۳۵ / / ۳۴۰
کوڈ نمبر ۔ ۰۵۲۲۹

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۸۰/ روپے فی پرچہ ۸/ روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۲/ پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۶/ پونڈ
سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

نقش آغاز : ملک کے موجودہ سنگین سیاسی بحران کا واحد حل
"مذاکرات" کے ساتھ "احتساب" کا اہتمام بھی

ملک کے موجودہ سنگین سیاسی بحران کے حل کے لیے حکومت اور حزب اختلاف کی مقرر کردہ مذاکراتی ٹیمیں باہمی مذاکرات میں مصروف ہیں خود وزیر اعظم بھی بذات خود بعض مذہبی اور سیاسی جماعتوں سے مذاکرات کر کے ملک کو بحران سے نجات دلانے کی پیش رفت میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ ۲۱ جون کو وزیر اعظم کی ہدایت پر جب وفاقی وزرا جناب غلام دستگیر خان، جناب شہزادہ محی الدین اور دیگر مسلم لیگی ایم این ایز پر مشتمل ایک وفد نے مولانا سمیع الحق کے گھر آ کر ان سے ملاقات کی تو مولانا سمیع الحق نے دو ٹوک الفاظ میں ان پر واضح کیا کہ جب تک نفاذ شریعت کی پیش رفت اور شرعی قوانین کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جائے گی ہر قسم کے مذاکرات بے سود اور بے مقصد ہوں گے، بہر حال فریقین کے درمیان اب تک ہونے والی اس تمام تر گفتگو میں بظاہر ملکی سالمیت اور قومی اقدار کے تحفظ، سیاسی عدم استحکام کے ارتفاع اور ہچکولے کھاتی ہوئی "نیا" کو حالیہ طوفانی بھنور اور تباہ کن گرداب سے نکالنے کے لیے جو نقاط زیر بحث آئے ہیں ان میں مذاکرات کے انعقاد اور مزید اہتمام، انتخابات کا انعقاد تاریخ کا تعین، قومی اتفاق رائے کی حکومت کا قیام، آٹھویں ترمیم سمیت آئین میں دیگر ترامیم کی تجاویز، صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن، ریفرنسز اور فوجی مقدمات کی واپسی، بعض برطرف ملازمین کی بحالی اور اس نوعیت کے دیگر امور اور ترجیحات کا تعین زیر بحث آتے رہے مذاکرات کے کئی ادوار کے باوجود بھی اخباری اطلاعات کے مطابق ابھی تک بنیادی اور اساسی مسائل پر فکر و نظر کا اختلاف پوری شدت سے برقرار ہے بلکہ بحران کی سنگینی میں مزید اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

وطن عزیز آج بھی سنگین حالات سے دوچار ہے قدرت کی دی ہوئی اس عظیم نعمت کی یوم تاسیس سے لے کر آج تک جس طرح ہم بڑی بے دردی اور ڈھٹائی سے ناقدری کر رہے ہیں اس نے ہمیں ——

ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ کے چوراہے تک پہنچا دیا ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ ورسولہ (الآیۃ) کے بجائے ہم نے خدائے حی وقیوم کے بتلائے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر بنی اسرائیل کی طرح اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ کا وطیرہ اختیار کیا اپنی امیدوں، اپنی توقعات کا مرکز، امریکہ، برطانیہ اور انگریزی سامراج کو بنایا، ملک کی نظریاتی اساس کو چھوڑ کر افتراق و انتشار کی بنیادوں کو مزید مستحکم کرنے لگے ہم اسے ایمانی رشتوں اور اسلامی بندشوں سے ہی ایک سیسہ پلائی دیوار بنا سکتے تھے مگر گذشتہ ۵۰ برس سے ہم اس ایمانی رشتہ پر کتنی کاری ضربیں لگا چکے ہیں جو آج بالآخر ظلم اور ناقدری کے فلسفہ عروج و زوال کے عین مطابق او یلبسکم شیعًا و یذیق بعضکم باس بعض کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ ؏ شامتِ اعمال ما صورتِ نادر گرفت ان بطش ربک لشدید۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم مگر آہ حرماں نصیبی! کہ جو سرزمین قرآن سنت اور دین و شریعت کے لیے ایک تجربہ گاہ اور پوری دنیائے انسانیت کے لیے ایک مثالی عادلانہ ریاست بن سکتی ہے وہ ہمارے ہی مقصد فراموشیوں، کج رویوں، منافقت اور دو غلی پالیسیوں کی وجہ سے تماشا گاہ عبرت بن گئی ہے اور موجودہ سیاسی بحران بھی تو انہی ناشکریوں کا وبال ہے جو سب کے سامنے ہے۔ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

مروجہ صحافت، دورِ حاضر کے دانشور، اخبارات کے کالم نگار اور سیاسی مفکرین ان حالات کے اسباب اور محرکات ظواہر میں ڈھونڈتے ہیں مگر ایک مسلمان کی نگاہ ظاہر سے زیادہ باطن پر رہنی چاہیئے۔
مسلمان اگر اس نقطۂ نظر سے تحقیق کرنا چاہیں تو قرآن مجید اور سیرت رسول ؐ کے بیان کردہ فلسفہ عروج و زوال کے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی جا سکتی ہے ـــــ آزادی کے بعد افراد ہوں یا معاشرہ رعایا ہوں یا حکمران، قومیں ہوں یا قائدین، سب کا ضمیر احساس امانت سے عاری ہو گیا اور ظاہر ہے کہ اس کی زیادہ تر ذمہ داری حکومت اور سیاسی قیادت پر عائد ہوتی ہے۔ الناس علی دین ملوکھم۔
مذاکراتی فریقین بحران کا حل ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ مذاکرات کی تمام روئیداد اخبارات میں منظر عام پر آ رہی ہے اس میں ملک کے نظریاتی اساس، دین اسلام، نفاذِ شریعت، اسلامی دفعات کے تحفظ، شریعت بل یا اسلامی قوانین کا کوئی ایک جزئیہ تک بھی زیر بحث نہ آسکا۔ بنا بریں ہم قیادت کا رونا رو رہے ہیں، مسلمان اور دیانت دار قیادت مفقود ہے، جذباتیت، بددیانتی اور سطحیت دونوں کا شعار ہے اقتدار اور سیاسی قیادت کی ہوس رکھنے والوں نے عوام کی مجبوریوں اور ان کے جذباتی رجحانات سے فائدہ اٹھایا

اور خالی میدان پر شبخوں مار کر اپنی حکومت اور لیڈری و سیاست کی دوکان آراستہ کر لی اور قوم کو اس انتہا تک پہنچا دیا کہ فاوردھم النار وبئس الورد المورود۔ اور اب جو پوری قوم عذاب الٰہی میں مبتلا ہے یہ نا اہل قیادت کا ہولناک اور فطری ردعمل ہے اسی پس منظر میں ہم ارباب حکومت سمیت سیاسی قیادت کی خدمت میں ایک دردمندانہ عرضداشت پیش کرتے ہیں۔

ع شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

اے ارباب حل وعقد! جب آپ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خاتم النبیین حضرت محمدؐ کا لایا ہوا نظام اور ان کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے اس کے بغیر ایمان کا تصور بھی ممکن نہیں فرمان نبوی "لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده والناس اجمعین" ایمان کے اسی پہلو کی نشاندہی کر رہا ہے جب رسول علیہ التحیات والتسلیمات کا یہ عنصر ہر مسلمان کی طرح آپ کی بھی انفرادی، اجتماعی اور سیاسی زندگی کے رُخ کو متعین کرتا ہے اس کے فکر و نظر کو مخصوص سانچے میں ڈھالتا ہے اور اس کے اعمال و کردار کو خاص رنگ عطا کرتا ہے جہت کی یہ تخصیص اور روزمرہ حیات کا یہ تعین کوئی معمولی معاملہ نہیں، اس سے ہر مسلمان کی زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہو جانا چاہیئے جو اسے دیگر ادیان کے پیروکاروں سے ممتاز بنا سکے وہ اس اہلیت کا حامل ہو کہ وہ امامت عالم کے مقام پر فائز ہو سکے نہ یہ کہ وہ ہر شعبہ حیات میں دوسروں کا دست نگر ہو۔ دوسری اقوام کی دریوزہ گری اس کی عادت ثانیہ بن جائے وہ افکار بھی دوسروں سے مستعار لے اور انہی کے افعال کی تقلید کو اپنے لیے ترقی و خوشحالی کی ضمانت قرار دے۔

اے مقتدایان قوم! امامت عالم کا یہ مقام جسے قرآن مجید "کنتم خیر أمة اخرجت للناس" (تم سب سے بہتر امت ہو جسے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے) سے تعبیر فرماتا ہے امت اسلامیہ کے ہر فرد پر بہت بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے وہ ذمہ داری جسے سختی میں ضرب المثل بننے والی پہاڑوں جیسی مخلوق نے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا در اصل اس ذمہ داری کی ادائیگی بہت سے فرائض کی تکمیل کی طالب ہے ان فرائض کا تعلق زندگی کے ایک ایک لمحے اور ایک ایک زاویے سے ہے۔ انفرادی و اجتماعی پہلو سے بھی، شخصی احوال و عائلی معاملات سے بھی۔ یہ فرائض سیاسی امور سے متعلق بھی ہیں اور اقتصادی مسائل سے بھی، ان کا دائرہ کار معاشرت کا احاطہ بھی کرتا ہے اور تہذیب و تمدن کا بھی۔ ان میں سے کسی شعبے میں بھی نبویؐ تعلیمات اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے اعراض کی راہ اپنانا حب نبوی کی نفی ہی نہیں اپنے آپ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فرد جرم میں نامزد کروانے کی مترادف بھی ہے جو قیامت

کے روز بارگاہِ خداوندی میں پیش کی جائے گی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہی امت کے بارے میں آقا و مالک کے حضور یہ استغاثہ دائر کریں گے۔

یارب إن قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورًا۔ (الفرقان ۳۰) — اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے قرآن مجید کو چھوڑ رکھا تھا۔

اے رہنمایانِ ملت! اس فردِ جرم کی روشنی میں ہم اسلامیانِ پاکستان کو اپنے موجودہ طرزِ عمل اور اپنے اعمال و کردار اور ملاقات و مذاکرات کے ایجنڈے اور ترجیحات کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ تجزیہ کرلینا چاہیئے کہ کیا ہم تو اس کی زد میں نہیں آرہے! کیا ہم اپنے افعال و اعمال، اپنے کردار اور اپنے افکار و نظریات کے ذریعے اپنے لیے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کے غضب کو یقینی تو نہیں بنا رہے! آیئے اسلامی تعلیمات کے حوالے سے احتسابی نظر اپنے روزمرہ پہ بھی ڈال لیں۔

انفرادی طرزِ عمل اور رجحانات اگرچہ کسی بھی معاشرے کی ہئیت اجتماعی کی تشکیل و تعیین میں اساسی کردار ادا کرتے ہیں اور ان کا احتسابی تجزیہ بھی اقوام کے اجتماعی رویوں کو صحیح طریقہ پر پرکھنے کے لیے ضروری ہے، لیکن یہ امر بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ انفرادی معاملات و امور میں اپنایا جانے والا طرزِ عمل اجتماعی زندگی کے لیے اتنا خطرناک نہیں ہوتا کہ اس سے پورے معاشرے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جائے البتہ اجتماعی معاملات و مسائل میں کسی معمولی سی غلطی کا ارتکاب بھی بعض اوقات عروج کو زوال سے بدل دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ ؎

قدرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے لیکن
کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو کبھی معاف

سیدالمرسلینؐ کا استغاثہ بھی انفرادی نوعیت کا حامل نہیں بلکہ اجتماعی کوتاہیوں اور جرائم کی نشاندہی کرتا ہے اسی لیے اس فردِ جرم میں "قوم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

جب ہم اس فردِ جرم کے حوالے سے اپنے اجتماعی جرائم پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں یہ تسلیم کرلینا چاہیئے کہ اولاً ہم نے اپنے محبوب نبیؐ کے لائے ہوئے دین کو اپنے لیے جامع ضابطۂ حیات تسلیم نہ کرکے محبت نبویؐ کی نفی کی ہے کہ مذاکرات کے پورے ایجنڈے میں اس کے تحفظ و نفاذ کا کوئی ذکر نہیں اس طرح الٰہی ہدایات واحکامات اور نبوی تعلیمات سے روگردانی کی ہے اقتدار کے ایوانوں میں بھی اور سیاست کے حارزاروں میں بھی۔ ہم نے کبھی بھی اپنے قلوب و اذہان میں اس یقین راسخ کو اپنی جگہ

بنانے کی اجازت ہی نہیں دی کہ " دین کامل " میں ہمارے لیے ایسا نظام بھی موجود ہے جو ہماری اجتماعی زندگی کے سب سے اہم مظہر کو اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کر کے اسلامی قالب میں ڈھال سکے۔ اور نہ سہی اب تو دکھلاوے کے لیے بھی مذاکرات میں اس کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا ہے

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے　　　مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

ہم اپنے سیاسی نظام کے لیے اغیار کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے رہے بعض فکری تلاش مشرق کے اشتراکی نظام میں پناہ گاہ تلاش کرتے رہے تو بہت سے ذہنی اپاہج مغربی جمہوریت کے " سایہ عاطفت " کو ہی اپنے لیے فلاح دارین کی اساس سمجھنے لگے ہمارے سیاستدان خواہ وہ سیکولر ہوں یا اسلام پسند، مولوی نما سیاستدان ہوں یا سیاستدان نما مولوی، سبھی نے فکری غلامی کو اس قوم کا مقدر بنادیا ہے انہوں نے نہ صرف اپنی فکر کو رہنِ غیر کر دیا بلکہ قوم کے نظریے کو بھی بکاؤ مال بنادیا ہے۔ یوں من حیث القوم ہم اسی اساسی نکتہ پر اپنے خدا سے بدعہدی کے مجرم بن رہے ہیں ہم نے امت مسلمہ کی آئیڈیل ہستی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وضع کردہ سیاسی اصولوں، اساسیات اور بحرانوں کے حل نظام سے انحراف کر کے اپنے آپ کو اس استغاثہ میں نامزد کروانے کی خوفناک جسارت اور مہلک غلطی کا ارتکاب کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

ثانیاً: اسلام ایک ہی دین کے نام لیواؤں میں وحدت واخوت اور محبت وخلوص کے جذبات پروان چڑھاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو انصار ومہاجرین کے درمیان " مواخات " (بھائی چارے) کی عدیم النظیر مثال قائم کر کے اسلامی معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دیتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ اسوۂ حسنہ کے اس روشن مظاہرے کو طاقِ نسیان پر رکھ کر نسلی ولسانی اور علاقائی عصبیتوں کی آبیاری کر رہے ہیں، باہمی اخوت کے بجائے نفرتوں اور دشمنیوں کو گہرا کرتے جارہے ہیں۔ سندھی، بلوچی، پٹھان، پنجابی اور مہاجر کے نام پر آفاقیت کی علمبردار امت کو " زمین کے بیٹے " کے گھٹیا ترین حیوانی تصور کا علمبردار بنایا جارہا ہے موجودہ سیاسی قیادت اس میں پیش پیش ہے اسی کی بنیاد پر ایک دوسرے کا خون بہایا جارہا ہے۔

ثالثاً، ہم نے اپنی تہذیب وتمدن اور اسلامی طرز معاشرت کو ترک کر کے دشمنان اسلام کی تہذیب ومعاشرت کو اپنانا شروع کر دیا نبی اکرم علیہ التحیات والتسلیمات نے اپنی امت کو جو امتیازی معاشرتی وتمدنی اصول وضوابط عطا کئے تھے ہم نے انہیں اپنے رہن سہن کا حصہ بنانے کی بجائے دوسری اقوام کے طرز بود وباش کو اختیار کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تنبیہی حکم " من تشبہ بقوم فھو منھم " (جس کسی نے بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے) کی مخالفت کر کے ہم نے ایک طرف حب نبوی ﷺ

کی اور دوسری جانب اپنی اسلامیت کو مشکوک بنا دیا ۔ ہمارا یہ باغیانہ طرزِ عمل اب تو بہت ہی زور شور سے جاری ہے۔
رابعاً : ہم نے اپنی اقتصادیات کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنے کی اوّلاً تو کوشش ہی نہیں کی اور اگر کی بھی تو سود کے خاتمے کی بجائے اس کی از سرِ نو ترویج کے اقدامات ، ہمارے حبِ نبوی ؐ کے دعووں کا منہ چڑا رہے ہیں اور ہمیں سب سے برتر اعظم ذات کے بالمقابل جنگ کی حالت میں لا رہے ہیں ۔
ہماری زندگی کے دیگر شعبوں کی حالت بھی متذکرہ بالا پہلوؤں سے مختلف نہیں ہم نے ہر جگہ دانستہ یا نادانستہ اپنے عمل سے اپنے حبِ نبوی ؐ کے دعووں کے برعکس رویہ اپنایا ہے ۔

ع　　یہ مسلماں ہیں ! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اگر ہماری اسلام پسندی اور مسلمانی کے مظاہر جلسے ، جلوس اور زبانی خراجِ عقیدت تک ہی محدود رہیں گے اور ہمارا قومی اور سیاسی طرزِ عمل اور بحرانوں کے حل کی گتھیاں سلجھانے کا وطیرہ قرآنی احکامات و تعلیمات سے بغاوت کا آئینہ دار ہی بنا رہے گا تو روزِ محشر نبوی ؐ فردِ جرم سے بچنا ہمارے لیے محال ہے اب جو بھی لمحات ہمیں میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں اپنے انفرادی و اجتماعی رویوں کی اصلاح کر کے " اللہ کے رنگ " کو اپنا لینا چاہیئے ورنہ مہلت ختم ہوگئی تو " خسر الدنیا والآخرۃ " (دنیا و آخرت کے خسارے) کے سوا اور کچھ ہمارے ہاتھ نہ آسکے گا ۔ خدا کرے ! ہم اس تباہی و ہلاکت سے بچنے کا کوئی اہتمام اپنی حیات مستعار میں کر گزریں ۔ آمین

عبدالقیوم حقانی

ضبط: مولانا ذاکر حسن نعمانی

خطبۂ عید الاضحیٰ

۱۴۱۳ھ

ملت کا زوال وادبار، جذبہ قربانی کا فقدان ہے، ملکی سیاست کی ابتری، عالم اسلام کی زبوں حالی، قربانی اوراس کے تقاضے اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کا عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں تقریبًا ایک لاکھ حاضرین کے اجتماع سے خطاب

ما الاضاحی یا رسول اللہ قیل ھی سنۃ ابیکم ابراھیم۔ محترم بزرگو بھائیو اور دوستو! اعلان کے مطابق نماز کا وقت تو پورا ہو چکا ہے لیکن ہم نہیں چاہتے کہ محض اعلان کی وجہ سے علاقے کے ہزاروں بھائی نماز سے محروم ہو جائیں، ہزاروں کی تعداد میں لوگ تشریف لا رہے ہیں تو چند منٹ اُن کا انتظار ضروری ہے۔

عید الاضحیٰ عبادت کا مظاہرہ کیونکہ ہم یہاں صرف اللہ کی رضامندی کے لیے جمع ہوئے ہیں ایک ایک لمحہ کے گزرنے سے تمہاری عبادت اور اجر و ثواب میں اضافہ ہو رہا ہے،

عیدگاہ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھروں، مساجد اور آبادیوں سے نکل کر ایک صحرا میں جمع ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی اور تسلیم و رضا کا اظہار کریں آپ کو معلوم ہے کہ آج ہم عید الاضحیٰ کی خوشی میں جمع ہیں بڑی عید ایک بڑی عبادت کا مظاہرہ ہے سال میں دو مرتبہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں جمع ہوتے ہیں عید الفطر کے موقع پر خوشی میں اور پھر بقر عید کے موقع پر، عید الفطر میں جمع ہونا بھی عبادت کی خوشی میں ہے یعنی رمضان کی وجہ سے، روزہ رکھنا عاشقوں کی عبادت ہے۔ عاشق کو کھانے پینے کی فکر نہیں ہوتی، بھوکا ہو یا پیاسا ہو راتوں کی نیند اپنے اوپر حرام کر دیتا ہے تکالیف برداشت کرتا ہے کیونکہ عشق و محبت کی آگ میں مبتلا ہے ہم مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تم کیسے عاشق ہو اگر سچی محبت ہے میرے ساتھ تو میری راہ میں اپنا حلال رزق، پانی اور جائز خواہشات قربان کر دو جب ہم سب نے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم خوشی منانے کے مستحق ہو آؤ عبادت کر و عید مناؤ۔

عشق کی انتہا

عشق کی جب انتہا ہو جائے تو پھر عاشق گھر بار آرام وغیرہ چھوڑ کر باہر بھاگ نکلتا ہے۔ عاشقین صحرا نوردی کرتے ہیں حج کا سلسلہ رمضان کے فوراً بعد شروع ہوا حج بھی عشق و محبت کا مظاہرہ ہے۔ آج ہمارے بھائی اور عالم اسلام کے لاکھوں افراد منیٰ میں جمع ہیں سخت گرمی اور بہت تکالیف کے باوجود خیموں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ عاشق کو اپنے گھر میں چین نہیں آتا تھا اللہ پوچھتے ہیں کہ تم کیسے عاشق ہو اس کا ثبوت دو۔ عاشق اپنے ماں باپ اور میاں بیوی بچوں کے ساتھ نہیں پڑا رہتا۔

عشق کے مرحلے

تو حاجی اپنے وطن کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کا رخ کرتا ہے اللہ کے گھر کا طواف محبوب کی تلاش میں کرتا ہے روتا ہے اور زبان سے کہتا ہے لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک۔ اے خدا تو ہمارا محبوب ہے ہم حاضر ہیں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ہم وطن قوم اولاد سب کو چھوڑ کر یہاں چلے آئے، بیت اللہ کے مختلف گوشوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت تلاش کرتا ہے۔ یعنی طواف کرتا ہے جس طرح ایک عاشق مارا مارا پھرتا ہے وہاں سے اشارہ ملتا ہے کہ یہاں سے اب یعنی آبادی سے نکل کر باہر چلے جاؤ۔ منیٰ کی طرف دوڑتا ہے وہاں ایک رات نہیں گزرتی کہ صبح سویرے وہاں سے عرفات کی طرف چل دیتا ہے عرفات لق و دق صحرا و بیابان ہے سارا دن وہاں چیخ و پکار میں گزارتا ہے شام تک تڑپتا ہے کہ اے اللہ میں تیرے دَر پر حاضر ہوا تو مجھ سے راضی ہو جا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نے وطن اور اولاد میری خاطر چھوڑی تکالیف برداشت کیں، راحت و آرام ترک کر دیا لیکن سچا عاشق تو اس وقت کہلائے گا، جب جان کا نذرانہ پیش کر دے، وہ کیسا مسلمان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت اور بندگی کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ملک و وطن میرا، مال میرا اور جان میری ہے یہ سب دھوکہ ہے۔

عشق کی آگ

عاشق سب کچھ معشوق کے حوالے کر دیتا ہے عشق وہ آگ ہے جب جلتی ہے تو معشوق کے علاوہ سب کو جلا کے رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تو نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیرا ہوں تو میرا ہے سب کچھ میرے حوالے کر دو ویسے بھی اسلام نام ہے تسلیم و انقیاد کا تسلیم کے معنی سپرد کرنا دستبردار ہونا تو ابراہیم علیہ السلام ملت کے رہنما ہیں۔

ملت ابراہیمی

یہ ملت ابراہیمی ہے ہمارے حقیقی رہنما اور قائد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ملت ابیکم ابراھیم یہ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے اب ہم کس طرح خود کو خدا کے سپرد کریں؟ تسلیم و رضا کیسے ہو گی؟ آدمی کیسے کس کے سامنے SURRENDER ہوگا شکست کیسے تسلیم کرے گا تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح تمہارے باپ نے خود کو ہمارے حوالے کیا تھا، حکومت شرک

اور کفر کے خلاف اعلانِ جنگ کیا تھا تو سارا ملک اس کا دشمن بن گیا۔ منصب، عہدہ اور وزارت کو مسترد کر دیا
ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ تو مذہبی امور کا وزیر ہو گا آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری وزارت پر لعنت بھیجتا ہوں
بہت بڑے مذہبی راہنما کا بیٹا تھا اس منصب کی پرواہ نہ کی اور کفر و شرک کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ نمرود
ظالم نے کہا کہ آگ میں ڈال دو لیکن وہ امتحان میں کامیاب ہو گئے بڑی آگ جلائی گئی لیکن ابراہیم علیہ السلام
نے کہا کہ اللہ میں تیری رضا کی خاطر اُف تک نہ کہوں گا مخلوق حیران ہے فرشتے دیکھ رہے ہیں کہ کیسے اللہ کا ایک بندہ
جل رہا ہے ہم اسکی مدد کرنا چاہتے ہیں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں جاؤ اجازت ہے اس کی مدد کرو اس کی مدد کیلئے
فرشتے آتے اور اپنے تعاون کی پیش کش کرتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں جو ایک اشارہ سے پوری دنیا کو
تہہ و بالا کر سکتے ہیں فرشتہ ایک پر کے ساتھ زمین کو آسمان تک اٹھا کر نیچے پٹخ سکتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے
فرمایا میں حاضر ہوں لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اپنی مرضی سے آئے ہو یا خدا نے بھیجا ہے جبرئیل
نے کہا کہ نہیں میری اپنی خواہش ہے تو اللہ کا نیک بندہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہیں اما انت فلا
جب تو خود آیا ہے تو مجھے تیری خدمت کی ضرورت نہیں میں نے خود کو اللہ کے بھروسے پر چھوڑ رکھا ہے ۔
إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ میں نے خود کو ایسی
ذات کے حوالے کیا ہے جو رب العالمین ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جبرئیل نے فرمایا پھر اللہ سے مانگو جب میری
مدد کی ضرورت نہیں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا علمه بحالی حسبی عن سوالی میرے لیے یہی کافی ہے کہ
اللہ میرا حال جانتے ہیں ۔

مقام تسلیم و رضا اس سے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے ابراہیم علیہ السلام ایسے وقت میں اس سے سوال کو بھی مقام تسلیم و رضا کے خلاف سمجھتے ہیں فرماتے ہیں خدا دیکھ رہے ہیں اس کی جو مرضی
ہے وہ کریں (سبحان اللہ کیا مقام توحید ہے) اس امتحان میں بھی کامیاب ہو گئے آگ گل گلزار بن گئی پھر وطن
چھوڑ رہے ہیں اور خانہ کعبہ آباد کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ حاجی جو مناسک ادا کرتا ہے یہ ابراہیم علیہ السلام
کی سنتوں کو دہرا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ محفوظ کر دیا ابراہیم علیہ السلام کا بیت اللہ کی طرف چلنا ۔
کعبۃ اللہ کی تعمیر، اسماعیل علیہ السلام کی اس کے ساتھ مدد، بی بی ہاجرہ کا صفا مروہ کے مابین دوڑنا پھر منیٰ میں
جانا۔ بیٹے کو قربان کرنا اور بیٹے کا مقام تسلیم و صبر یہ پورا نقشہ ہے آج آپ سب اس کی یاد میں جمع ہیں ۔
آج کیسٹوں میں اشیاء محفوظ ہوتی ہیں لیکن ابراہیم علیہ السلام کی عبادت اتنی اونچی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو
زندہ اور متحرک محفوظ رکھا۔ قیامت تک لوگ اس عمل کو دہراتے ہیں سعی، رمی جمرات ، قربانی، طواف،
عرفات، یہ سب کچھ حج کی شکل میں محفوظ ہے ۔ سلامٌ علی ابراهیم و ترکنا علیه فی الآخرین

سب کچھ ہم نے بعد کی امتوں میں محفوظ کر لیا کیونکہ تسلیم و رضا کا مقام بڑا بلند ہے تو ایک اور مرحلہ آیا عرفات میں کہ اللہ نے فرمایا کہ سب کچھ تو آپ نے پیش کر دیا اب جان کی قربانی دو اور اپنی جان سے بڑی قربانی اولاد کی ہوتی ہے ہم بھوک و پیاس اور تکالیف برداشت کر سکتے ہیں لیکن اولاد کی ذرا تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے ایک آدمی جان جوکھوں میں ڈال سکتا ہے لیکن بیٹا نہیں قربان کر سکتا ۔ پانی میں ڈوبتے بچے کو بچانے کے لیے ماں پانی ے اندر کود تی ہے آگ کے اندر سے بچے کو نکالنے کے لیے اپنے جلنے کی پرواہ نہیں کرتی تو اگر ابراہیم علیہ السلام سے اللہ فرماتے کہ جان کی قربانی دو تو وہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ بار بار جان کا نذرانہ پیش کیا تھا نارِ نمرود میں کود پڑے تھے گویا جان کی قربانی دیدی یہ الگ بات ہے کہ اللہ نے بچا لیا ۔ اب ابراہیم علیہ السلام پر ایک اور امتحان آیا کہ اپنی جان کی نہیں بلکہ بیٹے کی جان میری راہ میں قربان کرو ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں کہ اے میرے بیٹے مجھے تیری قربانی کا حکم ملا ہے ۔

والدین کی اطاعت

اس قصہ میں ہر باپ اور بیٹے کے لیے سبق ہے کہ باپ اللہ کی راہ میں مال ، اولاد اور خواہشات کی قربانی دے گا اور اولاد کے لیے سبق ہے کہ باپ کی نافرمانی نہ کرے باپ کے حکم کی تعمیل کرے اگر باپ کی سچی اولاد ہو تو اس کے طریقوں پر چلے اگر باپ ذبح کا حکم دے تو بھی انکار نہ کرے کیونکہ باپ ہمارے فائدہ کی بات کرے گا ہم سرکش اور نافرمان بن جاتے ہیں ہماری وہ روایات اتی نہیں رہیں کہ ان کے حکم کی پیروی کریں باپ ہمیشہ بیٹے کے مفاد میں رہتا ہے یہ جان لینا چاہیئے کہ دنیا میں ان باپ سے کوئی بھی زیادہ مخلص اور خیر خواہ نہیں ۔

تسلیم و رضا کا منظر

تو اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا جلدی کرو اللہ کے حکم کی تعمیل کرو ۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین میں صبر کروں گا اُف تک منہ سے نہیں نکالوں گا منیٰ میں بیٹا گردن نہادہ ہوا ، جبینِ نیاز اللہ کے آگے رکھ دی سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے ۔ فلما اسلما باپ بیٹے دونوں نے اسلام کا ثبوت دیا ۔ وتلہ للجبین اور بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا چھری نکالی آواز آئی وناديناه ان یا ابراھیم صبر کرو ، جبرئیل کو حکم ملتا ہے کہ جاؤ جنت کا یہ مینڈھا لے جاؤ بیٹے کو ذبح کرانا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصد امتحان تھا یہ دونوں تو تسلیم و رضا کے علمبردار ہیں لیکن ذبح نہ ہو جائے اسماعیل تو دنیا کو درس توحید دے گا اور اسماعیل کی پشت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان موجود ہیں اسماعیل کے ذریعے تو خاتم النبیین کی نسل چلے گی ۔

تکبیرات کا پس منظر

جبرئیل کو بھی جلدی تھی کہ کہیں ابراہیم علیہ السلام تو بڑے جوش میں ہیں کہیں واقعی بیٹے کو ذبح نہ کر دیں اوپر سے آواز دیتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر حضرت ابراہیم ؑ کو

اشارہ کیا کہ ذرا صبر کرو ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میری قربانی اللہ نے قبول کر لی اور اب منع کا حکم ہے تو فوراً کہا لا الٰہ الا اللہ ھو واللہ اکبر یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب تھا کہ ہاں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑے ہیں۔

اسماعیل علیہ السلام بھی سمجھ گئے انہوں نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد کل سے آپ حضرات تکبیرات تشریف پڑھ رہے ہیں، ۱۳، ذی الحجہ تک یہ اللہ نے ان تینوں کا مکالمہ بھی محفوظ فرما دیا اللہ اکبر اللہ جبرئیل کا قول لا الٰہ الا اللہ ھو واللہ اکبر ابراہیم کا گفتہ ہے اور اللہ اکبر و للہ الحمد اسماعیلؑ کا بول ہے یہ ان تینوں کا حمد اور ترانہ ہے اللہ کی عظمت اور کبریائی کا اعتراف ہے وفدیناہ بذبح عظیم اللہ نے عظیم فدیہ دیا بدلہ میں اب قیامت تک اکوڑہ خٹک، افغانستان، ہندوستان، پاکستان اور تمام عالم اسلام کے مسلمان اس قسم کا مظاہرہ کریں گے۔

عالم اسلام کی زبوں حالی

میرے بھائیو! بڑی عبرتوں، خوشیوں، نصیحتوں اور امتحان کا دن ہے آج ہم کتنی تکالیف میں گھرے ہوتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر وہ قربانی اور تسلیم و رضا نہیں ہے اگر ہمارے حکمران کفار کے اشاروں پر چلنے والے نہ ہوتے، مفاد پرستی اور لالچ نہ ہوتا تو آج ہم ذلت اور پستی کے اندر نہ ہوتے آج ہم بوسنیا اور کشمیر میں تباہ ہو رہے ہیں افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہے تاجکستان میں مسلمان پس رہے ہیں ساری ملت باوجود اتنی کثرت کے بڑے عذاب میں مبتلا ہے۔

ملکی سیاست

کیونکہ مفاد پرستی نے حکمرانوں کو اپنے شکنجہ میں کسا ہوا ہے ہمارے ملک کی سیاست سے ہمارا کون سا مسئلہ حل ہوگا کون سی مشکل حل ہوگی یہ خود پرستی کی سیاست ہے یہ دنیا پرستی اور اقتدار کی جنگ ہے ہم یہی آواز لگاتے ہیں کہ نظامِ مصطفویؐ جس کا دوسرا نام ملت ابراہیمی ہے ملت ابراہیم ایک نظام کا نام ہے، تسلیم و رضا سے جہاد، بہادری، ایثار اور آپس کی محبت کا نام ہے۔

نظام بدل دو

وہ ملت جب تک قائم نہیں ہوگی۔ امت قوم کو کہتے ہیں اور ملت نظام کو کہتے ہیں تو ہماری جنگ یہ ہے کہ نظام بدل دو اگر نظام بدلنے کے لیے ہم ایک نہ ہوئے تو کوئی مسئلہ حل نہ ہوگا یہ کیا تماشہ ہے یہ کس قسم کے چہرے ہیں صبح ایک کے ساتھ تو شام کو دوسرے کے ساتھ جو بھی ڈگڈگی بجاتا ہے اس کی طرف بھاگنا شروع کر دیتے ہیں نہ حیا ہے نہ شرافت ہے نہ اصول و نظریہ ہے صبح و شام آپ یہ منظر دیکھتے ہیں اسمبلیوں میں، ایوانوں میں وہی افراد ہیں افراد بدلنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا مسئلہ اس وقت حل ہوگا جب پاکستان میں نظام مصطفوی اور ملت ابراہیمی قائم ہو جائے تمام عالم اسلام میں آجائے کفار ایسا کرنے نہیں دیتے۔

امریکی تسلط سے خلاصی امریکہ ہمارے سروں پر مسلط ہے سوچ رہا ہے کہ اگر مسلمانوں نے ملت ابراہیمؑ کو اختیار کیا تو پھر میری خیر نہیں روس تباہ ہو گیا تو یک دم روس اور امریکہ دونوں مل گئے مسلمانوں کے خلاف ، کیونکہ مسلمان تو جان اور مال و اولاد کو بھی قربان کرتے ہیں یہ تو وطن پرست اور بُت پرست نہیں ہیں انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے سبق سیکھا ہے روس اور امریکہ ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا امریکہ کی سپر پاور پاش پاش ہو جائے گی تو ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ آؤ اور اپنے مفادات قربان کر دو اے ملت مسلمہ اقتدار کی خواہش چھوڑ کر ایک ہو جاؤ تو کوئی بھی تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گا اللہ ہم کو ملت ابراہیمی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

قربانی کی اصل روح آج ہم قربانی کے وقت سوچیں کہ اللہ کو گوشت اور خون کی ضرورت نہیں اللہ فرماتے ہیں ۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا. لوگ پوچھتے ہیں قربانی کس لیے کرتے ہیں یہ تو بربادی ہے یہ ظالم لوگ سمجھتے نہیں کہ قربانی کی اصل روح کیا ہے اسلام کی روح کو نہیں سمجھتے ۔ اسلام اور مسلمان کا گوشت خون اور حیوان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ قربانی کے اندر جو روح کار فرما ہے اس کا جو فلسفہ ، نظریہ اور پس منظر ہے اس کو اس امت میں زندہ رکھنا ہے جب تک قربانی کا مذکورہ فلسفہ زندہ ہوگا ۔ تو یہ اُمت ، اُمت کہلائے گی ورنہ لوگوں کے لیے خوراک کا ایک نوالہ بن جائے گی اور مردار مردہ جانور کی طرح ہوگی کہ درندے اور پرندے اس کو نوچ نوچ کر کھائیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح معنی میں ملت محمدی بنا دے ۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

صحابہ کرامؓ کی برگزیدہ اور مقدّس جماعت

رتبہ ومقام، داعیانہ حیثیت، خصوصیت وامتیاز، محبوبیت وعظمتِ شان قرآن وسنت اور سیرت رسولؐ کے آئینہ میں

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی معصوم نہیں ہے اگر کوئی فرد یا جماعت کسی غیر رسول کی عصمت کا مدعی ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں کاذب اور جھوٹا ہے۔ اس لیے جماعت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر انسان سے صواب وخطا اور خیر وشر کا صدور ہو سکتا ہے البتہ بعض خدا کے ایسے سعید بندے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی پر خیر وصلاح کا غلبہ ہوتا ہے، اسی غلبہ خیر کی بنا پر انہیں نیک، صالح، ولی وغیرہ محترم ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ زلات وسیئات سے بالکلیہ پاک ہیں۔

اس کے بالمقابل کچھ نابکار ایسے بھی ہیں جو مجموعۂ شرور ومعاصی اور خزینہ فسق وفساد ہوتے ہیں، ان کے فسق وفساد کی یہ کثرت انہیں ظالمین ومفسدین کے زمرے میں پہنچا دیتی ہے، بایں ہمہ ان کا بھی دامن حیات خیر وصلاح سے یکسر خالی نہیں ہوتا۔

صلحائے امت کی حیات وسوانح پر بحث وتحقیق کے وقت ان کی بعض لغزشوں اور بشری کمزوریوں کے پیش نظر ان کے جملہ محاسن ومزایا پر خط تنسیخ کھینچ دینا اور ان کے سارے حسنات وخیرات کا انکار کر کے انہیں ظالمین ومفسدین کی صف میں کھڑا کر دینا علم ودیانت کے سراسر منافی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ظالمین ومفسدین کے چند گنے چنے اچھے کاموں کو سامنے رکھ کر ان کی زندگی کے سارے سیاہ کارناموں سے بند کر کے انہیں صلحاء واولیاء کی جماعت میں شامل کر دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال خیر وشر کی قلت وکثرت کے اعتبار سے معاملہ کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں امرنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حکم تھا کہ ہم لوگوں کو ان کے درجات ومراتب میں رکھیں۔

گر فرق مراتب نہ کنی ....

بحث ونظر اور تحقیق وتبصرہ کا یہ ایسا لازمی اصول ہے جس سے غفلت اور بے اعتنائی ایک محقق ومبصر کو دائرہ بحث وتحقیق سے نکال کر افراط وتفریط اور تنقیص وتضلیل کی سرحدیں پہنچا دیتی ہے، جس سے خود اس کی

ذات مجروح اور علمی کاوشیں بے سود ہو کر رہ جاتی ہیں۔

پھر ایک محقق علمی دیانت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ کسی شخصیت پر بحث کرنے کے لیے اس سے متعلق جو درست صالح، معتبر اور مستند مواد ہیں انہی کو کام میں لائے، خود تراشیدہ، بے سند، غیر مقبول اور گھڑی ہوئی باتوں کو بنیاد بنا کر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا نہ صرف اس شخصیت پر ظلم ہے بلکہ خود علم و تحقیق کے ساتھ مذاق کرنا ہے، محقق کا یہ رویہ بھی اسے پایۂ اعتبار سے ساقط اور علمی خیانت سے متہم کر دیتا ہے، باری تعالیٰ عزاسمہ کا ارشاد ہے۔ یٰایّھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا جب غلط کار دروغ گو کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایک دوسری آیت میں ہے اذا ضربتم فی الارض فتبینوا اس لیے صحیح سقیم، قوی، ضعیف کی اچھی طرح چھان بین کے بعد ہی کوئی فیصلہ درست سمجھا جائے گا۔

عام اسلامی شخصیات سے ہٹ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور ان کے مقام مرتبہ پر بحث و کلام کے لیے محض تاریخی روایات پر انحصار و اعتماد بھی ایک محقق کو جادۂ اعتدال اور راہ صواب سے دور کر دیتا ہے، کیونکہ تاریخ کو ہرگز یہ حیثیت حاصل نہیں ہے کہ اس کی شہادت سے کتاب وسنت کے مسلمات کے خلاف استدلال فراہم کیا جائے، رسول خدا اور عام امت کے درمیان دین خالص کے صحیح تصور کے لیے اگر کوئی قابل اعتماد واسطہ ہے تو وہ صحابہ کرام کی برگزیدہ اور مقدس جماعت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے یہ ساتھی ہی آپ کے پیغام اور آپ کی تعلیمات کو پورے عالم میں پہنچانے والے ہیں، صحابہ کرام کی اس داعیانہ حیثیت کا اعلان خود خدائے علیم و خبیر نے اپنے رسول کی زبانی یوں فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ الآیۃ آپ اعلان کر دیں کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور میرے ساتھی، مطلب یہ ہے کہ کسی اندھی تقلید کی بنیاد پر نہیں بلکہ حجت و برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی میں میں اور میرے اصحاب دین توحید کی دعوت دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نور بصیرت عطا فرمایا تھا آپ کے فیض صحبت سے ہر صحابی کا دل و دماغ اس نور سے روشن ہو گیا تھا اور دعوت الی اللہ علی وجہ البصیرۃ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو اور رفیق کار بن گئے تھے۔

حدیث پاک ما انا علیہ واصحابی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام کے اسی رتبہ بلند کو بیان فرمایا ہے، اس لیے صحابہ کی سیرت درحقیقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جز ہے عام شخصیات و رجال کی طرح انہیں صرف کتب تاریخ کی روشنی میں نہیں بلکہ قرآن و حدیث اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھا جائے گا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن توقيره صلى الله عليه وسلم توقير اصحابه وبرهم ومعرفة حقهم والاقتداء بهم وحسن الثناء عليهم والاستغفار لهم والامساك عما شجر بينهم ومعاداة من عاداهم والاضراب عن اخبار المؤرخين وجهلة الرواة

(الاساليب البديعة ص۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہی سے ہے صحابہ کی تعظیم کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا ان کے حق کو پہچاننا، ان کی پیروی کرنا، ان کی مدح و ستائش کرنا، ان کے واسطے استغفار کرنا، ان کے باہمی اختلاف کے ذکر سے (زبان وقلم کو) روکے رکھنا، ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا، مورخین اور جاہل راویوں کی (ان کی خلاف شان) روایتوں کے نقل وبیان سے باز رہنا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں، اسی لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات و احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تاریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص۲۲۳ مکتوب ۸۸)

حضرات صحابہ کا یہ تقدس و امتیاز کسی انسانی شخصیت و جماعت کا عطا کردہ نہیں ہے بلکہ انہیں یہ رتبہ بلند خود مالک کائنات و خالق دوجہاں کے دربار سے مرحمت ہوا ہے۔ ذیل میں مذکورہ چند آیات ملاحظہ فرمائیں آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گی۔

(۱) كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)

تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے پیدا کی گئی ہے تم نیک کاموں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہو اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو انتم فرماتے اس وقت خطاب کی وسعت میں پوری امت مرحومہ براہ راست داخل ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے کنتم فرمایا اور صحابہ کی تخصیص فرما دی، اب رہے امت کے باقی لوگ تو جو صحابہ جیسے اعمال کریں گے وہ بھی ان کے تابع ہو کر اس خیریت و افضلیت کے مصداق ہو جائیں گے۔

(اخرجه ابن جرير وابو حاتم عن السدی)

حضرت فاروق اعظمؓ نے آیت پاک کا مصداق اولین صحابہ کرام کو قرار دیا ہے اور امت کے دیگر وہ افراد جو آیت پاک میں مذکور صفات کے حامل ہوں گے انہیں ثانوی درجہ میں شامل کیا ہے اور عربی زبان کے قواعد کی رو یہ بات اس طرح سمجھائی ہے کہ انتم خیر امۃ جملہ اسمیہ ہے جو ثبوت نسبت کو بتاتا ہے تو انتم سے خطاب عام ہوگا جس کے عموم و وسعت میں موجود و غیر موجود سب داخل ہو جائیں گے، لیکن جب ضمیر "انتم" پر "کان" فعل ماضی داخل کر دیا جائے تو وقوع و حدوث کا معنی پیدا ہو جائے گا، اس صورت میں کنتم کے مخاطب صرف موجودین ہوں گے یعنی نزول آیت کے وقت جو امت موجود ہے وہی اس کی مصداق اولین ہوگی، یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا تخصیص جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں، علامہ سفارینی نے شرح عقیدۃ الدرۃ المضیۃ میں اسے جمہور امت کا مسلک قرار دیا ہے کہ انبیاء کے بعد صحابہ کرام افضل الخلائق ہیں، ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو امامہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز میں کون افضل ہے تو انہوں نے فرمایا:

لا نعدل باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احدًا (الروضۃ الندیۃ شرح العقیدۃ الواسطیۃ ابن تیمیہ ص۴۰۵) ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

امام ابن حزم اپنی مشہور کتاب الفصل میں لکھتے ہیں ولا سبیل الیٰ ان یلحق اقلۃ درجۃ احد من اھل الارض کوئی شکل نہیں ہے کہ صحابہ کرام میں سے کم رتبہ کے درجہ کو بھی کوئی (غیر صحابی) فرد و بشر پہنچ سکے۔

اب اگر کسی تاریخی روایت سے صحابہ کرام کی تنقیص لازم آتی ہو تو وہ اس نص قطعی کے معارض ہونے کی بناء پر لازمی طور پر مردود ہوگی۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔	برابر نہیں تم میں جس نے خرچ کیا فتح مکہ (یا صلح حدیبیہ) سے پہلے اور جنگ کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے خرچ کیا اس کے بعد اور جنگ کی اور سب سے وعدہ کیا
(الحدید آیت ۱۰)	اللہ نے خوبی کا۔

سورۃ انبیاء میں الحسنی کے متعلق ارشاد ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئك عنھا معبدون جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے حسنی کا وعدہ ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ فرق مراتب کے باوجود سارے صحابہ جنتی ہیں یہی بات سورۃ توبہ میں

ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

السابقون الاولون من المهاجرین	اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت
والانصار والذین اتبعوهم باحسان	کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو لوگ
رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد	ان کے پیرو ہیں نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا
لهم جنت تجری تحتها الانهار	ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے تیار
خالدین فیها ابدا ذلك الفوز	کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے
العظیم۔	ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے
(آیت ۱۰۰)	تیری کامیابی۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک اولین سابقین کا اور دوسرا ان کے بعد والوں کا، اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سب سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لیے جنت کا مقام دوامی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہو گا اس کے باوجود جب وہ اطلاع دے رہے ہیں کہ میں نے اسے جنتی بنا دیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں ہیں، لہٰذا اب کسی کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن وطعن اور برا بھلا کہنا حق تعالیٰ پر اعتراض کے مترادف ہو گا اس لیے کہ ان پر اعتراض اور زبان طعن دراز کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ پھر اللہ نے اسے جنتی کیسے بنا دیا۔ الخ

(فضائل صحابہ واہلبیت مجموعہ رسائل صفحہ ۲۰۶، مطبوعہ انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۹۶۶ء)

اور علامہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں قاضی ابو یعلی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رضا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قدیمہ ہے وہ اپنی رضا کا اعلان صرف انہیں کے لیے فرماتا ہے جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ان کی وفات موجبات رضا پر ہو گی (معارف القرآن صفحہ ۱۰۶ ج ۸) لہٰذا اگر کوئی تاریخی روایت اس نص قطعی کے خلاف ہو گی تو وہ لائق اعتنا نہ ہو گی۔

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ	اللہ ہی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں
وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا	کا اور الفت ڈال دی ان کے دلوں کے درمیان

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال آیت ۶۳)

اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان بیشک وہ زور آور حکمت والا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب میں قتل و قتال کا جو بازار گرم تھا اس سے کون ناواقف ہے، ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل عرب باہم ٹکراتے رہتے تھے اور بسا اوقات ان کی قبائلی جنگوں کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا، باہمی عداوت اور شقاق و عناد کے اس دور میں رحمۃ للعالمین توحید و معرفت اور اتحاد و اخوت کا عالمگیر پیغام لے کر مبعوث ہوئے کیا دنیا کی کوئی طاقت تھی جو ان درندہ صفت جہالت پسند لوگوں میں معرفت الٰہی اور حب نبوی کی روح پھونک کر سب کو ایک دم باہمی اخوت و الفت کی زنجیر میں جکڑ دیتی، بلاشبہ روئے زمین کے سارے خزانے خرچ کر کے بھی یہ مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا، یہ خدائی طاقت و حکمت کا کرشمہ ہے کہ کل تک جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور عزت و آبرو کے بھوکے تھے ان کے درمیان اس طرح سے برادرانہ اتحاد و اتفاق پیدا کر دیا کہ حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک دوسرے سے محبت و الفت کرنے لگے، صحابہ کرام کی اس باہمی الفت و محبت کا ذکر سورہ آل عمران میں اس طرح کیا گیا ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔

یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر اللہ نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں۔

آیت پاک محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح)

(محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم و مہربان ہیں) بھی حضرات صحابہ کی باہمی رحمت و الفت کی خبر دے رہی ہے۔

امام قرطبی اور عامہ مفسرین لکھتے ہیں "والذین معہ" میں بلا تخصیص تمام صحابہ کرام داخل ہیں، اس آیت پاک میں تمام صحابہ کو آپس میں رحیم اور مہربان اور فضل خداوندی کا طالب بتایا گیا ہے۔

ان نصوص قطعیہ کے برخلاف اگر تاریخی روایتیں یہ شہادت دیں کہ صحابہ آپس میں ذاتی پرخاش اور بغض و عناد رکھتے تھے تو یہ شہادت زور ہو گی جو کسی عدالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے، رہا معاملہ صحابہ اور باہمی مشاجرات اور آپسی لڑائیوں کا تو اس کا منشا بغض و عداوت اور شقاق و عناد قطعی نہیں تھا بلکہ اس میں ہر فریق اپنے نقطہ نظر اور اجتہاد کے مطابق مسلمانوں کی مصالح اور راہ حق و رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھا، یہ الگ بات ہے کہ

ایک فریق اپنے اجتہاد میں چوک گیا جس پر وہ قابلِ گرفت نہیں بلکہ مستحق اجر ہے، چنانچہ علامہ سفارینی لکھتے ہیں۔

التخاصم والنزاع والتقاتل والدفاع الذی جری بینهم کان عن اجتهاد قد صدر من کل واحد من رؤس الفریقین ومقصد سائغ لکل فرقة من الطائفتین وان کان المصیب فی ذلك للصواب واحدهما...... غیر ان للخطی فی الاجتهاد اجرًا وثوابًا۔ (مقام صحابہ صد ۱۰۳)

جو نزاع وجدال اور دفاع وقتال صحابہ کے درمیان پیش آیا وہ اس اجتہاد کی بنا پر تھا جو فریقین کے سرکردہ نے کیا تھا اور فریقین میں سے ہر ایک کا مقصد اچھا تھا اگرچہ اس اجتہاد میں ایک ہی فریق صواب پر ہے .... مگر اپنے اجتہاد میں خطا کر جانے والے کے لیے بھی اجر وثواب تھا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ (المجادلہ، آیت ۲۲)

تو نہیں پائے گا کسی قوم کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی رکھیں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور رسول اللہ کے مخالف ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا اپنے گھرانے ہی کے کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے فیض غیبی سے مدد کی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر مفسر دہلویؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں، یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے (وغیرہ) ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں ان کے یہ درجے (جنت و رضوان الٰہی) ملتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی۔
الحاصل حضرات صحابہ اس آیت پاک کے مصداق اولین ہیں چنانچہ امام قرطبی، زمخشری، حافظ ابن کثیر وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس آیت کے تحت حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمر فاروق وغیرہ رضوان اللہ علیہم کے بے لوث مخلصانہ واقعات بیان کرتے ہیں۔

اب اس قرآنی اطلاع کے برعکس تاریخ کی روایتیں یہ خبر دیں کہ صحابہ خدا اور رسول خدا کے مقابلے میں اپنے بیٹے عزیز و اقارب اور قبیلے و گھرانے کو اولیت دیتے تھے تو یہ روایتیں ساقط الاعتبار ہوں گی انہیں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ　　لیکن اللہ نے محبوب بنا دیا تمہارے لیے ایمان

وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّهَ اِلَیْکُمُ	کو اور اس کو مزین کر دیا تمہارے دلوں میں
الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ	اور نفرت ڈال دی تمہارے دلوں میں کفر گناہ
هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ	اور نافرمانی کی ایسے ہی لوگ نیک راہ پر ہیں
وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۔	اللہ کے فضل و احسان سے اور اللہ جاننے
(الحجرات، آیت ۷-۸)	والا حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ سب کی استعداد و صلاحیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر ایک کو وہ مقام و مرتبہ مرحمت فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہو۔

یہ آیت ناطق ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت و کراہیت منجانب اللہ راسخ کر دی گئی تھی اور "الیکم" میں حرف "الیٰ" سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر و فسق سے نفرت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی کیونکہ "الیٰ" عربی میں انتہاء و غایت کے معنی بیان کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے نیز آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے جو لغزشیں صادر ہوتی ہیں اس کی بنیاد ضعف ایمان اور فسق و عصیان کا (نعوذ باللہ) استحسان نہیں ہے بلکہ بتقاضائے بشریت ان کا صدور ہو گیا ہے جس سے ان کے رشد پر کوئی حرف نہیں آسکتا، اس لیے ان کی معدودے چند لغزشوں کی بناء پر انہیں تنقید و تنقیص کا نشانہ بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

ما ذکر عن الصحابة من السیئات کثیر منه کذب وکثیر منه کانوا مجتهدین فیه لکن لا یعرف کثیر من الناس وجه اجتهادهم وما قدر انه کان فیه ذنب من الذنوب لهم فهو مغفور لهم، اما بتوبه واما بحسنات ماحیة واما بمصائب مکفرة واما بغیر ذلك، فانه قد قام الدلیل الذی یجب القول بموجبه انهم من اهل الجنة، فامتنع ان یفعلوا ما یوجب النار لا محالة واذا لم یمت احد هم علیٰ موجب النار لم یقدح ذلك فی استحقاقهم للجنة۔ (المنتقی ص ۲۱۹-۲۲۰)

بعض صحابہ کی طرف جو برائیاں منسوب کی گئی ہیں ان میں بیشتر خود ساختہ ہیں، اور ان میں بہت سی ایسی ہیں جن کو انہوں نے اپنے اجتہاد (سے حکم شرعی سمجھ کر) کیا مگر لوگوں کو ان کے اجتہاد کی وجہ معلوم نہ ہو سکی، اور جن کو گناہ ہی مان لیا جائے تو ان کا وہ گناہ معاف ہو گیا، یہ عفو و مغفرت یا تو توبہ کی بناء پر ہے یا ان کی (کثرت) حسنات نے ان گناہوں کو مٹا دیا، یا دنیاوی مصائب

ان کے لیے کفارہ بن گئیں، علاوہ ازیں دیگر اسباب مغفرت بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن و سنت سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہو چکا ہے، اس لیے یہ ناممکن ہے کہ کوئی ایسا عمل ان کے نامۂ اعمال میں باقی رہے جو جہنم کی سزا کا سبب بنے تو جب حضرات صحابہ میں سے کوئی ایسی حالت میں وفات نہیں پائے گا جو دخول جہنم کا ذریعہ ہے تو اب کوئی چیز ان کے استحقاق جنت میں مانع نہیں ہو سکتی۔

صحابہ کے ایمان و اخلاص، دیانت و عدالت پر اس قرآنی شہادت کے بعد کسی تاریخی مفروضہ کی بنیاد پر صحابہ کرام کے اسلام کو استسلام سے تعبیر کرنا ایمان بالقرآن سے میل کھاتا ہے؟ پرستاران تاریخ و دلدادگان سید قطب و طٰہٰ حسین کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس سے رشتہ توڑ رہے ہیں اور کس سے ناطہ جوڑ رہے ہیں۔

بقول دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں از کہ بریدی و با کہ پیوستی

قرآن مقدس کی مندرجہ بالا آیات بصراحت ناطق ہیں کہ۔

(۱) بغیر کسی استثناء کے تمام صحابہ جنتی ہیں۔
(۲) سارے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا و خوشنودی حاصل ہے۔
(۳) جملہ اصحابِ رسول آپس میں برادرانہ الفت و اخوت رکھتے تھے۔
(۴) سبھی حضرات صحابہ اللہ و رسول کے معاملے میں نسبی و قبائلی عصبیت سے بالکل پاک تھے۔
(۵) ہر ایک صحابی کا دل ایمان و اخلاص کی محبت سے مزین اور کفر و فسق اور نافرمانیوں سے متنفر ہے۔

صحابہ کا مقام حدیث کی نظر میں

کتاب الٰہی کی ان واضح تصریحات کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی پیش نظر رکھیں تاکہ بات بالکل منقح ہو جائے اور کسی تاویل باطل سے آپ شکوک و شبہات میں گرفتار نہ ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم، فلا ادری ذکر قرنین او ثلاثۃ الخ (الستۃ الا مالکا جمع الفوائد صـ۲۰۱ ج ۲ طبع الہند)

سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ "ثم الذین یلونھم" آنحضرت ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ

اس حدیث پاک سے متعین طور پر معلوم ہو گیا کہ عہد نبوی کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے۔
"اصابہ" کے مقدمہ میں مشہور شارح حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وتواتر عنه صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم الخ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث محدثین کے نزدیک متواتر ہے جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین،	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔

رواه البزار بسند رجاله موثقون،

یہ حدیث پاک اس بات پر نص ہے کہ تمام حضرات صحابہ اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں، جماعت انبیاء کے بعد گروہ جن وانس میں سے کوئی بھی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پا سکتا، شرف صحابیت ایک ایسا شرف ہے جس کے مقابلے میں ساری فضیلتیں ہیچ در ہیچ ہیں، اسی لیے حضرت سعید بن زید یکے از عشرہ مبشرہ قسم کھا کر فرماتے ہیں۔

واللہ لمشهد رجل منهم مع النبی صلی الله علیه وسلم یغبر فیه وجهه خیر من عمل احدکم ولو عمر عمر نوح (جمع الفوائد ص۲۰۲ ج ۲)

خدا کی قسم صحابہ میں سے کسی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی جہاد میں شرکت جس سے اس کا (صرف) چہرہ غبار آلود ہو جائے غیر صحابی میں سے ہر فرد کی عمر بھر کی عبادت و عمل صالح سے بہتر ہے اگرچہ اس کو عمر نوح حاصل ہو جائے۔

صحابی رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله فیوشك ان یاخذه۔

(للترمذی جمع الفوائد ص۲۰۱ ج ۲)

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو

ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں پکڑلے۔

آیت کریمہ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ الخ کی تفسیر میں امام قرطبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ذکر کی ہے جس سے حدیث بالا کی تائید ہوتی ہے۔

من احب اللہ عزوجل فلیحبنی	جو اللہ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ
ومن احبنی فلیحب اصحابی	مجھ سے محبت رکھے اور جو مجھ سے محبت
ومن احب اصحابی فلیحب	رکھے اسے چاہیئے کہ میرے اصحاب سے محبت
القرآن ومن احب القرآن	رکھے اور جو صحابہ سے محبت رکھے اسے چاہیئے
فلیحب المساجد الخ	کہ قرآن سے محبت رکھے اور جو قرآن سے محبت
(الجامع الاحکام القرآن ج ۱۲ ص۲۶۶)	رکھے اسے چاہیئے کہ مساجد سے محبت رکھے۔

کوئی انتہا ہے حضرات صحابہ کی رفعت مقام کا کہ سید المرسلین، محبوب رب العلمین، خلاصۂ کائنات، فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی محبت کو اپنی محبت بتا رہے ہیں اور ان سے بغض و عناد کو اپنے ساتھ بغض و عناد قرار دیتے ہیں، جس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ درجہ کی محبت بھی ہوگی وہ اصحاب رسولؐ کی شان میں لب کشائی کی جرأت کر سکتا ہے؟ اور جب کہ آپؐ نے صاف فرما دیا ہے دیکھو میرے بعد میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور انہیں اپنے اعتراضات کا ہدف نہ بنانا۔

ایک حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے، لا تسبّوا اصحابی فمن سبّھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا تقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

(شرح الشفاء للملاعلی قاری ص۵۵۵ ج ۲)

ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (الترمذی جمع الفوائد ص۲۰۱ ج ۲)

ان احادیث پاک پر بطور خاص ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے جو مورخین کی گھڑی ہوئی روایتوں اور مستشرقین کے طبع زاد مفروضوں کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام کے اخلاق و اعمال کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جسے وہ خود اپنے یا اپنے بڑے بوڑھوں کے بارے میں قطعاً گوارہ نہیں کر سکتے تو کیا (نعوذ باللہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان مستشرقین و متجددین سے بھی انسانی و اسلامی اخلاق و شرافت میں فروتر اور پست تھے؟ (العیاذ باللہ)

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری

علیہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح (مشکوٰۃ شریف بحوالہ شرح السنۃ ص۵۵۴)

امت میں میرے اصحاب کی وہی حیثیت ہے جو نمک کی کھانے میں ہے کہ بغیر نمک کا کھانا پسندیدہ نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح عمدہ سے عمدہ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے بعینہٖ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی ساری صلاح و فلاح اور اس کا تمام تر شرف و مجد صحابہ کی مقدس جماعت کا مرہون احسان ہے اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن و فضائل بے حیثیت اور غیر معتبر ہو جائیں گے۔

الحاصل اس حدیث میں واضح اشارہ ہے کہ امت مسلمہ کے دین کی صحت و درستگی کے لیے حضرات صحابہؓ کے اقوال و اعمال حجت و سند اور معیار کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ

(۱) عہد نبویؐ کے بعد صحابہؓ کا دور سارے زمانہ سے بہتر ہے۔

(۲) حضرات صحابہؓ اللہ کے منتخب و برگزیدہ ہیں، جماعت انبیاء کے علاوہ جن و بشر کا کوئی بھی فرد ان کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) صحابہؓ کی محبت، محبت رسول کی علامت اور ان سے بغض و عناد رسول اللہؐ سے بغض و عناد کی نشانی ہے، صحابہؓ کو ایذا پہنچانا خود نبی پاکؐ کو اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔

(۴) حضرات صحابہؓ کو تنقید و تنقیص کا ہدف بنانا ناجائز و حرام ہے۔

(۵) امت کا سارا شرف و مجد صحابہؓ کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے اور ان کا قول و عمل امت کے لیے حجت ہے۔

آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے نصوص سے ثابت شدہ صحابہؓ کے اسی امتیازی مقام و مرتبہ کو ایک دو گمراہ فرقوں کے علاوہ ساری امت ہمیشہ سے مانتی چلی آ رہی ہے، ان کے حق میں طعن و تشنیع، سب و شتم اور ان کی عیب جوئی اور اہانت کو اکبر کبائر میں شمار کیا جاتا رہا ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

واعلم ان سب الصحابة حرام من فواحش المحرمات سواء لا بس الفتنة منهم او غيره۔ (شرح مسلم ص۳۱۰ ج ۲)

اچھی طرح سمجھ لو کہ صحابہ کا نازیبا الفاظ سے ذکر کرنا حرام ہے اور بڑے حراموں میں ہے خواہ وہ صحابی باہمی جنگ کے فتنہ میں مبتلا ہوتے ہوں یا اس سے بری ہوں۔

حضرت امام مالکؒ کا قول مشہور شارح حدیث ملا علی قاریؒ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

من شتم احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر او عمر او عثمان او علیا او معاویۃ او عمرو بن العاص فان قال شاتمھم کانوا علی ضلال او کفر قتل وان شتم بغیر ھذا انکل نکالا شدیدا (شرح الشفا۔ ص۵۵۵ ج ۲)	جس نے اصحاب رسول میں سے کسی کو (مثلاً) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ، عمرو بن عاصؓ کو گالی دی اگر انہیں گالی دینے والا یہ کہتا ہے کہ وہ کفر و ضلالت پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور کہتا ہے تو اسے سخت عبرتناک سزا دی جائے گی۔

عظیم المرتبت محدث امام ابوزرعۃ الرازیؒ فرماتے ہیں۔

اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذلک ان الرسول حق، والقرآن حق وما جاء بہ حق وانما روی الینا ذلک کلہ الصحابۃ وھؤلاء یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولی وھم زنادقۃ۔ (الاصابۃ ص۱۱ ج ۱)	جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ زندیق ہے اور یہ اس لیے ہے کہ رسول حق ہیں، قرآن حق ہے قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے حق ہے اور ان سب کو ہم تک پہنچانے والے صحابہؓ ہیں تو یہ عیب جو یان صحابہؓ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں اور واسطہ کو مجروح کر دیں تاکہ وہ کتاب و سنت کو باطل اور بے اصل ٹھہرا دیں لہذا یہی بدگو مجروح ہونے کے زیادہ مستحق ہیں یہ لوگ تو زندیق ہیں۔

امام ذہبیؒ اپنی مشہور کتاب "الکبائر" میں لکھتے ہیں۔

من ذم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشئ وتتبع عثراتھم وذکر عیبا واضافہ الیھم کان منافقا الخ	جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی کسی نوع کی مذمت کی اور ان کی عیب جوئی اور لغزشوں کی تلاش کے پیچھے لگا رہا یا کسی عیب کا ذکر کر کے اس کی نسبت صحابہ کی جانب کر دی تو وہ منافق ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ان کے تلمیذ المیمونی ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

سمعت احمد یقول مالھم ولمعاویۃ	میں نے امام احمد سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو

نسأل الله العافية وقال لی يا ابا الحسن اذا رأيت احدا يذكر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بسوء فاتهمه على الاسلام.	کیا ہو گیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی برائی کرتے ہیں ہم اللہ سے عافیت کے طلب گار رہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہؓ کا ذکر برائی سے کر رہا ہے تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔

(مقام صحابہ ص۱۰)

حضرات ائمہ و محدثین کے ان اقوال کا حاصل یہی ہے کہ حضرات صحابہؓ کی اہانت، برائی اور ان کے اوپر طعن و تشنیع عظیم تر گناہ کبیرہ ہے، کسی مخلص سچے مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ رسول خدا کے مخلص و جان نثار ساتھیوں کو ہدف ملامت اور نشانۂ مذمت بنائے ایسی تشنیع کی جسارت کوئی زندیق اور مشکوک الاسلام ہی کر سکتا ہے۔

(نعوذ باللہ منہ)

محقق ابن ہمامؒ اسلامی عقائد پر اپنی جامع کتاب مسایرہ میں لکھتے ہیں۔

واعتقاد اهل السنة والجماعة تزكية جميع الصحابة وجوبا باثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن منهم والثناء عليهم (ص۱۳۲)	اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تمام صحابہ کی لازمی طور پر پاکی بیان کرنا ہے، ان میں سے ہر ایک کی عدالت ثابت کرنے ان پر کسی قسم کا طعن نہ کرنے اور ان کی مدح و تعریف کے ساتھ۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے شرح عقیدۂ واسطیہ میں اس عقیدہ کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے۔

ومن اصول اهل السنة سلامة قلوبهم والسنتهم لاصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (ص۴۰۳)	اہل سنت کے اصول عقائد میں سے ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہؓ کے معاملے میں صاف رکھتے ہیں۔

عقائد کی معروف کتاب شرح مواقف میں سید شریف جرجانی رقم طراز ہیں۔

المقصد السابع انه يجب تعظيم الصحابة كلهم والكف عن القدح فيهم لان الله عظيم واثنى عليهم في غير موضع في كتابهم۔	ساتواں مقصد اس بیان میں ہے کہ تمام صحابہؓ کی تعظیم اور ان پر طعنہ زنی سے رکنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عظیم ہے اور اس نے اپنی کتاب میں ان حضرات کی بہت سے مقامات میں تعریف بیان کی ہے۔

(عقیدہ سے متعلق یہ تینوں حوالے "مقام صحابہ" از مفتی محمد شفیع سے ماخوذ ہیں۔

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

حضرۃ العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ اٹک شہر

احسان وسلوک میں
حضرۃ مدنی قدس سرہٗ العزیز کا مقام رفیع

۳

تربیۃ السالکین حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ریاضت اور محنت سے اس راہ سلوک کو طے فرمایا تھا وہ پوری طرح اس کے نشیب و فراز سے واقف تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے سالکین کی تربیت ان کے مزاج کے مطابق فرمائی اختصار کے طور پر ان کے ارشاد فرمودہ چند روحانی نسخے درج ذیل ہیں۔

(۱) امراض باطنیہ کے ازالہ کے لیے آپ نے فرمایا۔

"امراض باطنیہ کے علاج اجمالی تو کثرت ذکر اور تدبر فی القرآن اور کثرت تلاوت ہے اور تفصیلی (علاج) احادیث متعلقہ میں غور کرنا اور ان کی ہدایات کے مطابق ہر ایک خلق میں جد وجہد کرنی تصوف کی کتابیں ان امور میں ہدایات تامہ کرتی ہیں بالخصوص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ہیں جیسے کیمیائے سعادت، منہاج العابدین وغیرہ کی ہر دو کا ترجمہ اردو میں موجود ہے۔ منہاج العابدین امام غزالیؒ کی آخری تصنیف ہے مختصر اور مفید ہے اس کا ترجمہ سراج السالکین اردو میں ہے اور بہت کار آمد ہے رسالہ امداد السلوک فارسی میں بہت مفید ہے۔"

(مکتوبات شریف ج ۳ صفحہ ۲۹)

ف: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کا خلاصہ خلاصۃ التصانیف فی التصوف کے نام سے عارف باللہ شیخ محمد امین کردیؒ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ اردو میں اس گناہ گار نے روحانی تحفہ کے نام سے کیا الحمدللہ اس سے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا چنانچہ اس کا ترجمہ پشتو زبان (ادارۃ العلم والتحقیق، دار العلوم حقانیہ" اکوڑہ خٹک کی جانب سے) سندھی زبان میں شائع ہو چکا ہے اب انشاءاللہ انگریزی میں بھی شائع ہونے والا ہے۔

"امداد السلوک" یہ کتاب حضرت قطب الدین دمشقی م ۸۰۰ھ کی تالیف ہے جس کا نام رسالہ مکیہ ہے یہ عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ فارسی زبان میں قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ضامن حسن شہید کے حسب ارشاد فرمایا اور اس ترجمہ کا نام اپنے مرشد کی نسبت سے امداد السلوک

رکھا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اس گناہ گار کو مطالعہ کا حکم فرمایا تھا جس سے کافی روحانی فائدہ ہوا مگر افسوس گناہ گار سنبھال نہ سکا۔

اسی طرح آنکھ کے گناہ سے محفوظ رہنے کا عملی علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب کوئی حسین صورت نظر آجائے تو معاً یہ تصور کیجئے کہ یہ ناپاک منی اور ناپاک خون سے بنائی ہوئی عورت ہے اور بدن میں سیروں نجاست اس میں بھری ہوئی ہے صبح و شام پاخانہ اور پیشاب وغیرہ کی صورت میں نکلتی ہے اور مرنے کے بعد اس کی نہایت نفرت انگیز صورت ہونیوالی ہے اس واقعی بات میں ذرا غور اور دھیان برابر رکھئے انشاء اللہ بے چینی وغیرہ جاتی رہے گی۔" (ج ۴ ص ۲۹)

(۲) قبض وبسط کا علاج۔ اس گناہ گار کے نام مکتوب شریف میں یہ ارشاد فرمایا:۔

"قبض وبسط کی حالت کا پیش آنا خواص انسانی میں سے ہے اس سے زیادہ متاثر نہ ہونا چاہئے البتہ قبض کی حالت میں آدمی کو چاہیئے کہ استغفار کثرت سے کرتا رہے اور بسط کی حالت میں خدا تعالےٰ کا شکر کثرت سے کرے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم شکر کرو گے اور احسان مانو گے تو اور زیادہ تم کو دوں گا۔" (مکتوبات ج ۳ ص ۱۲)

(۳) سالک کے لیے جسمانی اور مادی تکالیف کا علاج۔ ایک مرید باصفا کو ارشاد فرمایا:

"یہ جسمانی اور مادی تکالیف اندیشناک نہیں بلکہ ذکر کی تاثیرات ہیں جیسے اجزاء ناریہ دخان میں اجزاء ارضیہ کو اپنے مرکز کی طرف اٹھالے جاتے ہیں اور درمیان میں تصادم کی وجہ سے برق رعد اور صاعقہ وغیرہ پیش آتے ہیں یہی حال سالک کو ذکر کے ساتھ پیش آتا ہے ھنیئاً لارباب النعم نعیمھم " تاہم ذکر جہر بارہ تسبیح کو موقوف کر دیجئے اور علی ہذا القیاس اسم ذات کو بھی بند کر دیجئے باقی اذکار یعنی پاس انفاس اور ذکر قلبی جو کہ جاری ہیں جاری رکھئے اور مراقبہ میں ترقی کیجئے۔" (مکتوبات ج ۳ ص ۹۳)

یہ گناہ گار عرض کرتا ہے کہ بیعت کا مقصد اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیعت کے بعد رزق کی فراوانی ہو اور دنیاوی مقاصد پورے ہوں آجکل بیعت کا تقریباً یہی معیار قرار دیا گیا ہے اس لیے بجائے اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے اہل اللہ اور اولیاء کرام سے عملیات کی اجازت مانگتے ہیں اور اگر مالی حالت درست ہوگئی مادی اغراض پوری ہوگئیں تو پھر مرشد کو قاضی الحاجات کہنے اور سمجھنے میں بھی دیر نہیں لگاتے اور اگر میلے کچیلے گناہ سے آلودہ بدن کو شیخ کامل کی نظر سے صاف ہونے میں تکلیف پہنچے یا ناجائز رزق کی آمدنی

بند ہو جائے یا کوئی مادی ابتلا آجائے تو اس بیعت کو توڑ ڈالتے ہیں ایسے قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن عزیز نے یوں فرمایا ہے ۔

ومن الناس من يعبد الله على حرف فان اصابه خير اطمان به واصابته فتنة انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذلك هو الخسران المبين۔ (الحج ۱۱)	ترجمہ ، اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک شرط پر کرتے ہیں اگر ان کو دنیاوی بہتری مل جائے تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو چہرے کے بل پلٹ جاتے ہیں دنیا اور قیامت دونوں میں گھاٹا پا گئے اور یہ کھلا ہوا گھاٹا ہے ۔

حالانکہ سلوک و معرفت تو اصحاب صفہ کی وراثت ہے بلکہ اس گناہ گار کے نزدیک تو تمام دینی تعلیم اصحاب صفہ کی وراثت ہے ان مدارس اور خانقاہوں میں اگر اصحاب صفہ کی جھلک ہو گی تو دینی طور پر کامیاب ورنہ ناکام ہوں گے ۔

ایک صحابی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ سے بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے ؟ اس نے تین بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا مجھے آپ سے بڑی محبت ہے تو آپ نے فرمایا ،

" اگر تو سچا ہے تو پھر غربت کے لیے پالان تیار کر لے یاد رکھ جس کو میرے ساتھ محبت ہو گی فقر و فاقہ اس کی طرف پانی کے اس سیلاب سے بھی جلدی پہنچ جائے گا جو پستی کی طرف بہنے والا ہو " (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء)

چنانچہ سلوک و احسان کے طلباء کو فقیر کہا جاتا ہے اور فقر کے تین حرف تین صفات کی علامت ہیں ۔ ف سے فاقہ ، ق سے قناعت ، ر سے ریاضت ۔ رزقنا اللہ وایاکم آمین

اس دنیا کی عیش و عشرت سے دامن بچانا صرف تقویٰ ہی نہیں بلکہ سلوک کے لیے نہایت ہی ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اکابر اولیاء کرام ہمیشہ اس سے کنارہ کش رہے شاہ غلام علی نقشبندی کو جب نواب ٹونک نے ضروریات کے پورا کرنے کے لیے مادی پیش کش کی تو آپ نے جواب میں فرمایا ،

نان جویں و خرقۂ پشمین و آب شور	سیپارہ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخہ دو چار زعلمے کہ نافع است	نہ دیں نہ لغو بو علی و ژاژ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنی آں	بیہودہ نیستے بخرد شمع قادری
بہ یک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو	در پیش چشم او ملک سنجری

ایں آں سعادت است کہ حسرت برد برد جویائے ملک قیصر تخت سکندری

(۴) حضرت مولانا عبدالحق مدنی صدر مدرس مدرسہ قاسمیہ شاہی مسجد مراد آباد کے نام گرامی نامہ میں ارشاد فرمایا:

"آپ کا یہ فرمانا کہ زن وشوہر کے تعلقات کے ساتھ اصلاح نفس محال ہے میں اس کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ بیوی کے ساتھ خلوت بھی قلب کو صفا اور روح کو جلا دیتی ہے شفا قاضی عیاض کے شارح نے کہا ہے کہ ہر شہوت دل کو زنگ آلود کرتی ہے سوائے خلوت صحیحہ بیوی کے ساتھ، کیونکہ اس سے صفائی باطن ہوتی ہے۔" (مکتوبات شریف ج ۱ ص ۳۱)

تجرد اور ان دنیاوی علائق سے تبتل جو نہ صرف انسان کی فطرت سلیمہ میں داخل ہیں نہ صرف غیر پسندیدہ بلکہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی لا رھبانیہ فی الاسلام سلوک اور احسان و طریقت کا بنیادی اصول ہے پھر نکاح جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے جس کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرت سے تعبیر فرمایا سوائے یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے سب انبیاء علیہم السلام نے ازدواجی زندگی اختیار فرمائی قرآن عزیز نے فرمایا وجعلنا لھم ازواجا و ذریتہ (الرعد ۳۸) خود سید دو عالم امام المعصومین مرشد السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کے نو حرم تھے جو ان کی خصوصیت تھی امت کی تعلیم کے لیے سفر میں مغازی میں بھی کسی نہ کسی ام المومنین کو ہمراہی کی سعادت بخشی رفیق اعلیٰ کے سفر کے وقت بھی یہ تعلق جلوہ گر تھا۔

نکاح اور تعلقات زن وشوئی معاشرتی یا جنسیاتی مسئلہ نہیں بلکہ یہ تو مذہبی اور روحانی مسئلہ ہے۔ کسی اخلاق فاسدہ اور اعمال رذیلہ خبیثہ کا نکاح سے قلع قمع ہوجاتا ہے قرآن عزیز نے جعل بینکم مودۃ ورحمۃ فرما کر اس کی حکمت بالغہ کو یوں ارشاد فرمایا کہ مودۃ فی زمان الشباب ورحمۃ فی زمان الشیخوخۃ یعنی جوانی میں میاں بیوی کے درمیان قلبی محبت ہوجاتی ہے اور بڑھاپے میں ایک دوسرے کے لیے سراپا شفقت اور رحمت بن جاتے ہیں۔

(۵) ایک مسترشد کی بعض کمزوریوں پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:

"طبیعت کا بدل جانا تو کسی گناہ کی شومی سے یا کسی حالت کے اظہار سے یا طبعی قبض سے جو کچھ بھی ہوا ہے استغفار کی کثرت لازم ہے افسوس تو اس امر کا ہے کہ چار وقت کی نماز کیوں چھوٹی ہمیشہ خیال رکھئے کبھی ایسے وقت میں فرائض ترک نہ ہوں دل لگے یا نہ لگے کتنا ہی انقباض ہو مگر نماز ترک نہ ہونی چاہیئے توبہ نصوح کیجیے اور کثرت استغفار عمل میں لائیے ـــــ انشاء اللہ حالت خوب ہوجائے گی۔" (مکتوبات شریف ج ۱ ص ۳۱۸)

ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اعمال میں کمی یا کمزوری پر غور و فکر کرے چونکہ اللہ تعالیٰ تو رحیم اور کریم ہے وہ کسی نعمت کو سلب نہیں فرماتا جب تک بندہ خود اپنی نااہلی یا ناشکری کی وجہ سے محروم نہ ہو ارشادگرامی ہے ان اللہ لا یغیر بقومٍ حتی یغیروا بانفسھم (الرعد ۱۱)

سالک کے لیے تو بہت ہی محتاط رہنا ضروری ہے کہ اس کی محنت ضائع نہ ہو اس کے لیے توبہ اور استغفار ضروری ہے مگر توبہ وہی ہو جس کا ذکر قرآن عزیز نے یوں فرمایا:۔ الا من تاب و آمن وعمل عملاً صالحًا فاولٰئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وکان اللہ غفورًا (الفرقان ۷۰)

(۶) ایک مسترشد صاحب کو جنہوں نے خلافت کی درخواست دی تھی یہ ارشاد فرمایا:۔

"محترم عزیز! نفس اور شیطان کے مکر ہزار ہزار ہیں دونوں انسان کو اگر وہ کھلی ہوئی انانیت اور جاہ پرستی اور خود غرضی سے بچتا بھی ہے تو ایسی ایسی خفیہ تدبیروں میں مبتلا کرتے ہیں کہ ان سے بچنا سخت مشکل ہوتا ہے عمومًا لوگوں میں پیری مریدی، حب جاہ و مال اور خواہشات نفسانی کی بناء پر جاری ہو رہی ہے بہر حال ان دونوں کے مکر سے بچیئے، ممکن ہے کہ نسبت طریقت سے مالا مال ہو جائیں اور آپ کو باقاعدہ ارشاد و سلوک کی اجازت دینی چاہیئے مگر ابھی بہت سی خامیاں ہیں۔" (صد ۳۲)

سالک کی نیت خالص اصلاح نفس ہو وہ نفی اثبات میں اگر اپنے وجود کی نفی نہیں کر سکتا تو وہ کیسا موحد ہے لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں اگر وہ متعارف معبودات باطلہ کی نفی تو کرتا ہے مگر اپنے نفس کی نفی نہیں کرتا تو وہ کس طرح اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اس لیے وہ عملیات جن کا تعلق تسخیر خلق سے ہے تزکیہ نفس کے لیے مفید نہیں اعداء کی شر سے محفوظ رہنے کے لیے عملیات کا پڑھنا تو درست ہے جیسا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر معوذتین نازل فرمائیں مگر تزکیہ نفس شے دگر ہے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے ہی ایک مسترشد کو فرمایا:۔

"کوئی عمل تسخیر کا ایسا ہوتا تو میں یہاں جیل ہی میں کیوں پڑا ہوتا سب سے بڑا عمل تسخیر کا تقویٰ ہے ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا (مریم ۹۶)

(۷) اس گناہ گار کفش بوس کے نام ارشاد فرمایا:۔

"میرے محترم! لوازم عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اس کی مرضی کا نہ صرف تابع بلکہ اس پر خوش بھی رہے اور منازل عشق میں تو اسکی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور مقصود بالذات ہونی چاہیئے پھر اس قلق اور اضطراب کے کیا معنیٰ؟ عالم اسباب میں فرمادیا گیا

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل آپ پر لازم ہے کہ اگر مجھ پر کوئی آثار قلق واضطراب کے ظاہر ہوتے تو مجھ کو نہ صرف صبر بلکہ شکر کی تلقین کرتے من یرد اللہ بہ خیرًا یصب منہ یاد دلاتے یہاں آپ خود الٹے مضطرب نظر آتے ہیں ملاقات کا ہرگز قصد نہ فرمائیں۔ (ڈسٹرکٹ جیل مراد آباد ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء، رجب ۱۳۶۱ھ)

(ج ۴ ص ۲۶۱)

مرشد کے لیے مربی ہونا ضروری ہے تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرید و مسترشد کی اصلاح کریں اس طریق اصلاح میں مرید کے مزاج اور کیفیت کا لحاظ نہ کرے رَبّ اور اَب میں یہی فرق ہے کہ اب سراپا شفقت ہے اولاد کی فاش غلطی بھی دیکھ کر خاموشی اختیار کر لیتا ہے جبکہ تربیت کنندہ کے لیے تنبیہ اور بوقت ضرورت اس میں سختی بھی ضروری ہے رب العلمین نے عفو و کرم مغفرت اور درگذر اس قدر فرمائی کہ اس سے زیادہ محال ہے مگر نافرمانی پر زجر و توبیخ اور بغاوت پر کسی بھی رعایت کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کا عفو و کرم، درگذر، انکساری، محبت اور شفقت اس دور میں بے نظیر تھی مگر بغاوت اور عدم اعتماد پر سرزنش بھی تھی جسکی نظیر مولانا صبغت اللہ صاحب کا واقعہ ہے۔

(۸) مولوی صبغۃ اللہ صاحب میں تعلق انکے مودودی ہونے کی وجہ سے منقطع کر چکا ہوں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۲)

چونکہ ابوالاعلیٰ مودودی نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عنوان سے اپنا پورا زور قلم صرف کیا تھا جس کے دام تزویر میں بڑے بڑے علماء کرام اپنی سادگی اور اس سراب کو آب حیات سمجھ کر کشاں کشاں داخل ہوتے رہے مگر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے روز اوّل ہی سے اس جماعت کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دیا تھا ہم جیسے نا اہل مگر کفش بوس تو اسی وقت سے متنفر ہو گئے تھے خصوصًا مودودی کا شیخ العرب والعجم نور اللہ مرقدہٗ پر ذاتی اخلاقی حملہ ایسا تھا کہ کوئی بھی انصاف پسند خصوصًا دار العلوم دیوبند سے منسوب باوفا ایک لحظہ کے لیے بھی اس جماعت کے ساتھ تعلق رکھنا دینی اور روحانی بلکہ اخلاقی خودکشی سمجھتا تھا مگر بعض لوگ ادھر تو خانقاہ مدنی سے اپنے آپ کو منسلک بتلاتے تھے اور اُدھر مودودی کو بھی مصلح سمجھتے تھے ان ہی میں سے مولانا سید صبغۃ اللہ صاحب بختیاری مدراسی بھی تھے حضرت نے ان کو اپنی بیعت سے خارج فرما دیا یہ گرامی نامہ اسی انقطاع تعلق کے لیے تحریر فرمایا۔ مگر مولانا بختیاری سعادت مند تھے کہ جلد ہی توبہ کر لی اور حضرت کی خدمت میں توبہ نامہ ارسال کرنے کے ساتھ ساتھ السر بالسر والعلانیہ بالعلانیہ پر عمل کرتے ہوئے اخبار مدینہ بجنور کی اشاعت مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۳ء میں توبہ نامہ بھی شائع کر دیا جس کی نقل اور حضرت کا معاف فرمانا

مکتوبات شریف ج ۲ صفحہ ۲۰۱ میں مذکور ہے۔

ف ، اس گناہ گار نے ۱۹۴۳ء میں ایک خط بہ نام مکتوب منسوخ بہ نام مودودی صاحب لکھا جو صدق جدید لکھنؤ کی اشاعت مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا اور اس سے متاثر ہو کر مولانا دریابادی مرحوم نے ایک مضمون بہ نام کشف حقیقت بھی شائع فرمایا جو دارالارشاد اٹک نے ایک مبسوط مقدمہ کے ساتھ بہ نام براۃ المحدث از افتراء المحدث شائع کر دیا ہے۔

(۹) ایک مرید کو ارقام فرمایا۔

" آپ ذکر پر مداومت فرمائیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے نفس اور قلب پر قابو رکھیں اور اگر بے قابو ہونے لگیں تو درود شریف پڑھتے ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کریں۔ (مکتوبات شریف ج ۱ صفحہ ۳۹۲)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جلال ہے اور جلال کی قوت برداشت ہر ایک نہیں کر سکتا نفس اور قلب کے بے قابو ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ ناسوتی صفات کو چھوڑ کر ملکوتی صفات کی طرف پرواز کرنے لگے اور دوسری حالت یہ ہے کہ بغاوت پر آمادہ ہو جائے کیونکہ نفس کی تین حالتیں ہیں امارہ لوامہ ، مطمئنہ ، اگر وہ امارہ ہو جائے تب بھی درود شریف کی کثرت سے بفضلہ تعالیٰ اس میں انکساری پیدا ہو جاتی ہے اور درود شریف حضور قلب اور شوق و عشق کے ساتھ اگر پڑھا جائے تو تصور رسید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔ ذلک الفوز العظیم

(۱۰) چونکہ دل مرکز ہدایت ہے اور دل ہی سے کفر اور فسق اور نفاق کی امراض پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن عزیز نے صحابہ کرام کے بارہ میں ارشاد فرمایا کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلہ ۲۲) کافروں کے بارہ میں فرمایا۔ قلوبھم منکرۃ (النحل ۲۲) اور ختم اللہ علیٰ قلوبھم (بقرہ ۷) منافقوں کے بارہ میں فرمایا۔ فی قلوبھم مرض (بقرہ ۱۰) اس لیے اصلاح قلب ہی سے اعمال اور اقوال کی اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۸) مگر دل تک رسائی زبانی ذکر اور دوسرے اوراد سے ہوگی اور جب دل ذاکر ہو جائے تو روح جو کہ حقیقت انسانیت کا نام ہے وہ ذکر کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے۔ یوتیہ من یشاء

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے ان تمام مدارج کو یوں ارشاد فرمایا۔

" لہٰذا برادر من تم پر لازم ہے کہ خاص ذات حق جل مجدہٗ کی جانب جہاں تک ممکن ہو قلب کو متوجہ کرو کیونکہ زبان سے ذکر کرنا گویا زبان کو ہلانا ہے اور قلب کا ذکر وسوسہ ہے

اور حقیقی ذکر روح کا ذکر ہے۔ (مکتوبات شریف ج ۱ ص۴۹)
اسی کی مزید تشریح دوسرے مکتوب گرامی میں یوں فرمائی۔
" اگرچہ ذکر لسانی ذکر قلبی کے سامنے نہایت کمزور نسبت رکھتا ہو مگر جیسے کہ ذکر قلبی ذکر روحی کے سامنے نہایت کمزور ہے کہ ذکر اللسان تعلقہ وذکر القلب وسوسہ قول سلف ہے مگر تاہم اس ذکر لسانی کو حقیر نہ سمجھا جائے (یہ بھی) بسا غنیمت ہے اور بہت سے اشخاص اس سے بھی محروم ہیں ثمرہ سے خالی نہیں اگرچہ ضروری ہے کہ حتی الوسع کوشش کی جائے کہ حضور قلب ہو۔ سیلاب میں دریا کا پانی بہتا ہے اور اس پر جھاگ اور کوڑا کرکٹ ہوتا ہے تاہم پانی اپنے فوائد زمینوں اور کاشت کے رقبوں، حیوانات وغیرہ کو پہنچاتا ہی ہے"
(جلد اول ص۱۷۳)

اس بابرکت راہنما ہدایت اور مینار نجات مضمون کو حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کے اس مکتوب گرامی پر ختم کیا جاتا ہے جو آپ نے مولانا قاری محمد میاں صاحب فتحپوری دہلی کے نام ارقام فرمایا تھا۔

میرے محترم! دوستوں اور احباب کی وجہ سے ان لمحات عزیزہ کو ضائع کرنا کس قدر بے وقوفی ہے سوچ کر اور غور کر کے اس کو سمجھئے ؎

دوستان تفییع عمرت مے کنند نخل عمرت را بافسوں مے کنند

یہ جلسہ بازیاں اور اٹکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہے مگر موت کے قریب اور بعد ان پر لعنت ہزار لعنت بھیجنی ہو گی ان میں جہاں تک ہو سکے کمی کیجئے۔ لا تلهكم اموالكم ولا اولادكم من ذكر الله پر غور کیجئے۔ المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت کو پس پشت نہ ڈالئے یہ جوانی کی عمر اور صحت عظیم الشان نعمت ہے اس کو ضائع ہونے سے بچائیے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص۱۲۶)

بقیہ: یورپ کا بیمار معاشرہ

ایک بھی ایک نفسیاتی نگاہ ڈالیں پھر اس کی کامیاب تاریخ پر نظر کریں۔ پھر ہم یہ کہنے میں ذرہ بھر بھی متردد نہیں کہ جو قوم اسلامی قوانین کو عملاً نافذ کر دیتی ہے اس کا پہلا اثر جو سامنے آتا ہے وہ یہ کہ ملک میں امن وامان قائم ہو جاتا ہے۔ اخلاقی قدروں میں وزن آنے لگتا ہے۔ زمین پر خدا کی بادشاہی چلنے لگتی ہے اور وہ معاشرہ ایک بے مثال معاشرہ بن جاتا ہے۔ وما علينا الا البلاغ۔ یکم مئی ۱۹۹۳ء۔

پی - این - ایس - سی برِ اعظموں کو ملاتی ہے ۔ عالمی منڈیوں کو آپ کے
قریب لے آتی ہے ۔ آپ کے مال کی بروقت ، محفوظ اور باکفایت ترسیل
برآمد کنندگان اور درآمد کنندگان ، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے ۔
پی - این - ایس - سی قومی پرچم بردار - پیشہ ورانہ مہارت کا حامل
جہاز راں ادارہ ، ساتوں سمندروں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

- Islamabad

حافظ محمد اقبال مانچسٹر
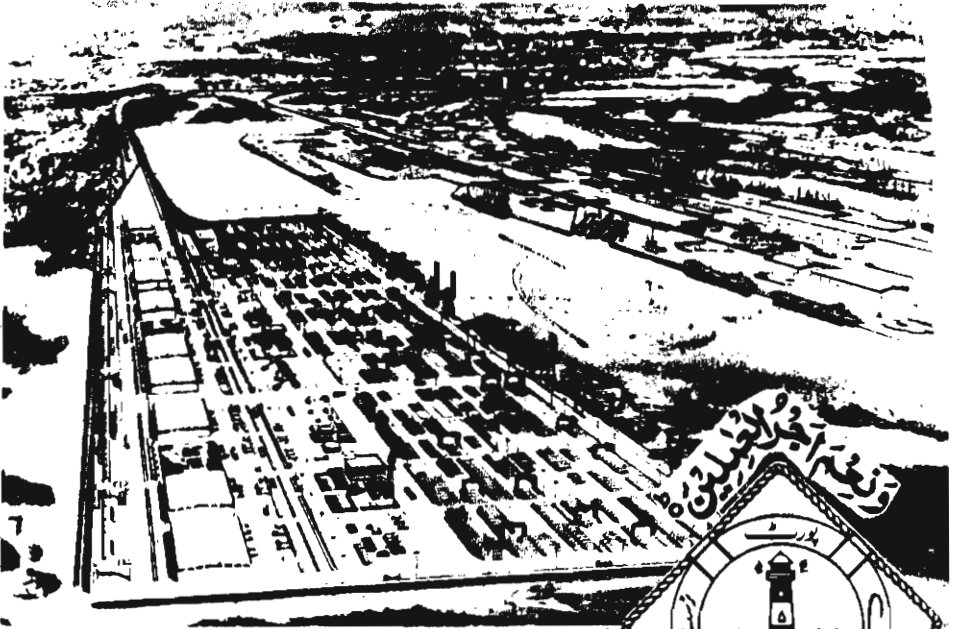
یورپ کا بیمار معاشرہ

اسلام کے فلسفۂ اخلاق اور اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرنے کی اشد ضرورت

برطانوی وزارت داخلہ کے ایک وزیر مائیکل جیک نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوتے بتلایا کہ گذشتہ سال (۱۹۹۲ء) برطانیہ اور ویلز میں کل ۵۵ لاکھ جرائم کا اندراج ہوا۔ انہوں نے جرائم میں ۱۵ فیصد اضافے پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب لوگوں میں پولیس کو جرائم کی رپورٹ کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام صنعتی ممالک میں جنگ دوم عظیم کے بعد سے جرائم میں تیزی سے اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے (جنگ لندن ۶ مارچ ۹۳ء)

اس خبر سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ اور یورپ جیسے نام نہاد ترقی یافتہ اور مہذب ممالک میں جرائم کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ہر آئے دن قتل و غارت گری۔ چوری ڈاکہ کی خبریں متواتر آتی ہیں۔ لوگوں کا سکون اور امن و امان اٹھ چکا ہے۔ خوف ہراس ہر وقت سایہ کی طرح رہتا ہے۔ اخباری اور T.V کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ کئی عورتیں دن بھر اپنے گھروں کی حفاظت کے لیے باہر نہیں نکلتی۔ بالخصوص کونسل کے بنائے ہوئے گھروں میں مقیم عورتیں خوفزدہ ہیں اور انتہائی مجبوری کی صورت میں ہی گھر سے باہر نکلنے کیلئے تیار ہوتی ہیں۔

برطانیہ اور یورپ میں جرائم کی تعداد میں اضافہ پر حکومت اور وزراء پریشان ہیں۔ سخت سزاؤں کا نفاذ ان کے نزدیک وحشیانہ اور غیر مہذب سمجھا جاتا ہے۔ گذشتہ سال حکومت نے جرائم کے خلاف سخت قدم اٹھانے کا اعلان کیا تھا۔ پولیس کی تعداد میں اضافہ بھی کیا گیا۔ نت نئے انداز اپنائے گئے۔ اور امید کر بیٹھے کہ شاید اب جرائم کی رفتار کچھ کم ہو جائے گی لیکن سال رواں کے ابتدائی ایام میں مزید جرائم ریکارڈ کیے گئے۔ برطانوی اخبارات نے سنگین جرائم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "۱۹۹۳ء کے پہلے ۵۲ دنوں میں تقریباً ایک سو کے قریب افراد قتل ہو چکے ہیں۔ (۲۴ فروری ۹۳ء) تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ۲۸ اپریل کو (CHES HAIR E) میں جرائم سے پاک دن منانے کا اعلان ہوا۔ (یعنی اس دن کوئی شخص اس علاقے میں جرم نہ کرے) مگر افسوس

کہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اسی دن سب سے زیادہ جرم ہوا۔ پولیس روزانہ ۲۳۰ کے قریب جرائم کی رپورٹ مرتب کرتی تھی۔ اس دن ۲۵۰ سے زیادہ جرائم کی رپورٹ ملی)۔ پولیس نے سربراہ نے اس پر نہ صرف شدید تشویش کا اظہار کیا بلکہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہا کہ حالات دن بدن بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ برطانیہ میں سخت سزاؤں کا نفاذ انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔ بعض ماہرین کی رائے یہ ہے کہ جرائم میں اضافے کی وجہ حکومت ہے۔ برطانوی قوانین میں بے شمار ایسی لچکیں موجود ہیں جن سے مجرم کو کافی رعایت مل جاتی ہے اور جرم کا ارتکاب کرنے کے باوجود مجرم آزادانہ گھوم پھر سکتا ہے اور مزید جرائم کرنے میں کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ برطانیہ کے ایک معروف قانون داں سوزان لی نے کہا کہ ہمارا نظام انصاف متعدد کمزوریوں کا شکار ہے جس سے مجرم کو کافی رعایت ملتی ہے۔ وزارت داخلہ کی ایک دوسری رپورٹ میں بھی اس کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ ملک میں حصول انصاف اس قدر صبر آزما اور اعصاب شکن ہوتا جارہا ہے کہ شہریوں کا ایمان قانون سے عملاً ختم ہو رہا ہے اس لیے وہ تھانے اور عدالتوں کے چکر میں پڑنے سے گریز کرنے لگے ہیں۔ ماہرین کی رائے میں برطانیہ کا موجودہ قوانین اور انصاف کا نظام تعمیر نو کا شدت سے متقاضی ہے (روزنامہ آواز لندن ۲۹ اپریل ۱۹۹۳ء)

ہمارے نزدیک برطانیہ اور یورپ میں جرائم کی یہ خطرناک رفتار اسی وقت رک سکے گی جب یہاں اولاً تہذیب اخلاق کا درس دیا جائے گا، سکولوں۔ کالجوں میں بداخلاقی و بدتہذیبی پر مشتمل سارے اسباق پر پابندی لگائی جائے گی اور ہر قسم کے فحش اور مخرب اخلاق لٹریچر و رسائل خلاف قانون قرار پائیں گے۔ جب تک بداخلاقی و بے حیائی کے مظاہرے ہوتے رہیں گے۔ اخلاق و کردار کے منافی ہر قول و عمل کو فکر و نظر کی آزادی سمجھ کر قابل قبول سمجھا جائے گا۔ برطانیہ اور یورپ کا معاشرہ کبھی صحت مند معاشرہ نہیں بن سکتا۔

یاد رکھیے جس قوم کے لوگ اخلاق۔ مذہب یا انسانی شرافت کی پابندیوں سے آزاد ہو کر بدتہذیبی اور بے حیائی کے گڑھوں میں آگریں وہاں فکر و نظر کی آزادی بہت سے فتنوں کو جنم دیتی ہے۔ اور اس کا انجام ہمیشہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ جس قوم کے رہنما یہ گمان کرتے ہیں کہ فکر و نظر کی تو پوری پوری آزادی چاہیئے مگر جرائم کے سدباب کے لیے سختی نہ کی جائے (محض پولیس کی تعداد میں اضافہ کردیا جائے) تو جرائم کی روک تھام ہوسکے گی ان کا یہ گمان ایں خیال است و محال است و جنون کا بالکل صحیح مصداق ہے۔ (۲) ثانیاً جرائم کے سدباب کے لیے سخت سزاؤں کا نفاذ بھی ضروری ہے۔ یورپ کے مفکرین کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ اپنے معاشرے کی اصلاح کے مختلف اطراف میں سے صرف ایک رخ کو دیکھتے ہیں اور اصلاح کے دوسرے رخ سے نہ صرف غافل بلکہ عمداً چشم پوشی بھی کرتے ہیں۔ برطانیہ کی سابق وزیر اعظم مسز تھیچر برطانیہ میں

بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری کے سدباب کے لیے سزائے موت کی حامی تھیں اوراپنے دور وزارت میں سزائے موت کے قانون کو دوبارہ لاگو کرنا چاہتی تھیں لیکن خود انہی کے گروہ اور حزب مخالف کے تمام ارکان پارلیمنٹ نے نہ صرف اسے مسترد کیا بلکہ ان سخت سزاؤں کو موجودہ دور کے لیے ناقابل قبول قرار دیا جس کے نتیجہ میں قتل و غارت گری میں اضافہ دراضافہ ہوتا گیا اور آج یورپ کے مفکرین خود اس پر شدید تشویش میں مبتلا ہیں۔ حالات کا اگر گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو صاف واضح ہو جائے گا کہ ان خطرناک جرائم کے سدباب اور استیصال کیلئے سخت سزاؤں کا نفاذ جماعتی حقوق کی حفاظت اور قوم کے امن وامان کے اسباب قائم و امان کے اسباب رکھنے اشد ضروری ہیں جن ممالک میں بداخلاقی کے خلاف اعلان جنگ ہو اور خطرناک جرائم کے سدّباب کے لیے سخت سزاؤں کا نفاذ ہو۔ وہاں جرائم نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ ملک وقوم کی اخلاقی حالت بھی بلند ہوتی ہے اور افراد ملت وقوم بھی اطمینان وسکون کی زندگی گذارتے ہیں۔ سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے جہاں اخلاق وکردار، شرافت وحیاء، تہذیب ومتانت اوراعلیٰ تعلیم وترتیب دی جاتی ہے۔ تو ساتھ ہی جرائم کے خلاف سخت موقف اختیار کیا جاتا ہے۔ اور دنیا گواہ ہے کہ وہاں کی تعداد انتہائی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ دنیا کے نام نہاد ترقی وتہذیب یافتہ ممالک امریکہ اور یورپ جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ یہاں شرافت ودیانت، شرم وحیاء سربیٹ کر رہ جاتی ہے اور قتل وغارت گری چوری وڈاکہ روزانہ کا معمول بن چکا ہے۔ جرائم کی روک تھام اور سدباب کے لیے اسلام نے کیا نقطۂ نظر پیش کیا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمادیں۔ صاحب قصص القرآن حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ اس پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسلام اس حقیقت کو تو تسلیم کرتا ہے کہ جن جرائم کی سزا قید وبند ہو بلاشبہ جیل اور مجلس میں ایسی اصلاحات کا نفاذ ضروری ہے جو مجرموں کو ایک عمدہ شہری بناتے میں مدد دیں اور آئندہ زندگی میں جرائم سے محفوظ رکھنے میں اس کے لیے اکسیر ثابت ہوں۔ لیکن وہ یہ نہیں مانتا کہ ہر جرم کی سزا صرف جیل ہی قرار دی جائے اور سزائے موت یا سخت سزا کو ظلم کہہ کر خارج کر دیا جائے۔

جو مفکرین یہ سمجھتے ہیں کہ سزاء جرم صرف مجرم کے اصلاح حال کے لیے ہے اور مجرم ایک بیمار کی طرح ہے جس کا علاج جیل میں رکھ کر ترتیب واصلاح کے ذریعہ ہی سے کیا جائے وہ معاملہ کے صرف ایک پہلو کو دیکھتے اور دوسرے کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ مجرم کی اصلاح حال سے زیادہ جماعتی حقوق کی حفاظت اور نظام جتماعی کے مصالح کی فکر زیادہ لائق اور قابل لحاظ ہے۔

یوں تو سب ہی جرائم بداخلاقی کے اثرات ہیں تاہم مقابلۃً بعض ایسے خطرناک جرائم ہیں جو اجتماعی نظم کی تباہی۔ افراد قوم کی عزت و مال کی ہلاکت کے باعث بنتے ہیں اور بداخلاقی کے مہلک جراثیم کی

پیداوار کا سبب ہوتے ہیں۔ اس لیے ازبس ضروری ہے کہ ان کے انسداد و استیصال کے لیے ایسی سخت سزائیں مقرر ہوں کہ جن کے نتیجہ میں اگرچہ ایک مجرم کی جان کا نقصان یا ضیاع ہی لازم آتا ہو مگر اس سے جماعتی حقوق کی حفاظت اور افراد ملت و قوم کے امن و اطمینان کے لیے تسلی بخش سامان مہیا ہو سکے۔ کیونکہ یہ مقدمہ تمام اہل عقل و نقل کے نزدیک مسلم اور صحیح ہے کہ

جماعتی مصلحت۔ انفرادی مصلحت سے مقدم ہے۔

پس "قتل زنا اور ڈکیتی جیسے جرائم میں قصاص اور تعزیر اور چوری جیسے مہلک جرم میں قطع ید جیسی سزائیں ظلم اور تشدد" بے جا نہیں ہیں بلکہ عین عدل و انصاف اور قرین حکمت و مصلحت ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ جرائم روحانی امراض ہیں اور مریض کا علاج ہونا چاہیئے نہ کہ اس کی جان کا خاتمہ مگر اس حقیقت کو نظر انداز کر دینا بھی سخت غلطی ہے کہ کسی مریض کے ایسے اعضاء کا باقی رکھنا اور ان کا علاج کرتے رہنا جو فاسد مادہ کی وجہ سے تمام جسم کو زہر آلود کر کے تباہی کا باعث بن رہے ہوں۔ مریض کے ساتھ شفقت و رحمت کا معاملہ نہیں عداوت کا اظہار ہے۔

پس جب کہ ہر فرد قوم و ملت قومی و ملی جسم کا ایک عضو ہے تو اس عضو کی ان بیماریوں کا علاج جو بداخلاقی میں مسموم حد تک نہ پہنچی ہوں، بلاشبہ مریض کے عضو کی اصلاح کے ذریعہ ہونا چاہیئے لیکن اگر عضو قومی بداخلاقی کے مہلک جراثیم میں مبتلا ہو گیا ہے تو پھر شفیق ڈاکٹر و طبیب وہی ہے جو اس کو قوم و ملت کے جسم سے کاٹ کر پھینک دے تاکہ ایک عضو کی قربانی سے باقی تمام جسم صحیح و تندرست رہ سکے ...... یہ کس قدر فاحش غلطی ہے کہ ایک شخص کو سزائے موت سے اس لیے بچایا جاتا ہے کہ ہم اس جان لینے والے کی جان نہ لیں گے۔ مگر اس کی قطعی پرواہ نہیں کی جاتی کہ اس طریق کار کی بدولت دوسرے جرائم پیشہ بیماروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ سزا کی اس نرمی کو دیکھ کر بیماری کو زیادہ پھیلائیں اور وبا کی شکل تک پہونچا دیں اور اس طرح بے شمار انسانوں کے قتل کا موجب بنیں۔ (اخلاق و فلسفہ اخلاق ص۱۸۱)

حضرت مولانا مرحوم نے جرائم کے سدباب اور استیصال کے لیے اسلام کے نقطۂ نظر کو جس مؤثر پیرایہ میں پیش فرمایا ہے۔ اگر یورپ اور امریکہ کے مفکرین اس پر ایک نظر ڈالیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ موجودہ مفکرین کے تمام وضع کردہ قوانین نہ صرف ناقص ہیں بلکہ مجرم کو مزید جرائم پر بھی آمادہ کر لیتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی قوانین اور اسلامی فلسفہ اخلاق سے معاشرے کی نہ صرف اصلاح و تسلیم ہوتی ہے بلکہ پورے علاقے اور ملک میں امن و امان اور سکون و اطمینان کا سانس لیا جاتا ہے۔

ہم برطانیہ اور یورپ کے جملہ مفکرین اور دانشوروں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے فلسفہ اخلاق پر

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے

سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

اسعد قاسم سنبھلی ـــ دار الافتاء دار العلوم دیوبند

علماء دیوبند اور خدمتِ حدیث

ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ پر جب ہم ایک غائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس ملک میں فن حدیث کی تاریخ بہت پرانی ہے اور قدیم زمانے سے ہی اس کے دینیات حدیث سے گہرے روابط رہے ہیں، ایک مورخ تاریخ کے صفحات الٹ کر اگر محدثین کے قافلوں کا جائزہ لے تو دوسری ہجری میں ہی عبدالرحمٰن بن ابو زید بیلمانی وغیرہ جیسے بلند پایہ ہندی النسل محدث اقبال کی بلندیوں کو چھوتے نظر آئیں گے اور حدیث کی ان کتابوں میں بھی ان کی روایتیں ملیں گی جنہیں آج دنیا جامع ترمذی اور سنن النسائی کے بلند نام سے جانتی ہے تو اس طرح فن حدیث سے تو برصغیر دوسری صدی میں ہی آشنا ہو چکا ہے لیکن خدمت حدیث کا روشن آفتاب یہاں اس وقت طلوع ہوتا ہے جب کہ ساتویں صدی کے ہندوستانی محدثین نے دوسرے بلاد اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کو بھی اپنی توجہات کا مرکز بنا کر جگہ جگہ علم حدیث کے چراغ جلائے اور جب ہندوستان نے گیارہویں صدی میں قدم رکھا تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان چراغوں کو مزید جلا بخشی جو عرصہ دراز سے علمی حلقوں میں مسلسل ضیاء باری کر رہے تھے پھر بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ نے اس علم کو ایک نیا موڑ دیا اور اس کی کرنیں براہ راست عوام تک پہنچیں، شاہ صاحب کے بعد بھی ان کے فرزندوں اور دوسرے علماء نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور یہ علم ترقی کرتے کرتے جب تیرہویں صدی کے اواخر میں پہنچا اور فکر ولی اللہی کے ترجمان حضرت نانوتوی و حضرت گنگوہی نے دیوبند میں علم حدیث کا چمن لگا کر اس کی آبیاری شروع کی تو اس منزل پر آ کر ساتویں صدی میں طلوع ہونے والا سورج نصف النہار تک پہنچ گیا ہے چمن حدیث کی کلیاں چٹکتی ہیں پھول مہکتے ہیں اور دیوبند سے بلند ہونے والی اخبرنا و حدثنا کی دلکش صداؤں سے ہندوستان گونج اٹھتا ہے۔

علماء دیوبند نے یوں تو علم حدیث کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر گوشے سے خدمت کی ہے اور حدیث کا کوئی میدان ان کے نقش پا سے محروم نہیں رہا ہے لیکن درس حدیث خصوصی طور پر ان کے فکر و تدبر کی جولانگاہ، ان کی محنتوں کی تماشہ گاہ اور ان کا وہ محبوب مشغلہ ہے جس میں سوا سو سال سے یہ حضرات برابر اپنی تحقیقات کے نادر موتی

بکھیر رہے ہیں، اور یہ صرف اسی جماعت کا طغرۂ امتیاز ہے کہ اس نے حدیث شریف کی خدمت کے لیے شروع ہی سے بلند و بالا اور پرشکوہ عمارت دار الحدیث کے نام سے تعمیر کی ہے اگر کوئی مورخ تاریخ کو کھنگال بھی مارے تو وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ گذشتہ صدیوں میں برصغیر میں کوئی عمارت کبھی اس نام سے بھی موسوم رہی ہے۔

پھر درس و تدریس میں بھی علماء دیوبند نے پرانے انداز پر اکتفا نہیں کیا بلکہ برصغیر میں ایسے منفرد درس حدیث کی بنیاد ڈالی جو متقدمین کی تمام درسی خصوصیات کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ دلائل ائمہ اور حنفیہ کی وجوہ ترجیح کی وضاحت پر بھی مشتمل ہے اور ان تمام مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کرتا ہے جو دور حاضر میں اسلام کے لیے بظاہر ایک چیلنج کی صورت اختیار کر گئے ہیں، خدمت حدیث کا یہ درسی انداز صرف اکابرین دیوبند کی فکری پرواز کا نتیجہ ہے ورنہ اس سے پہلے تک ہندوستان کے تمام ہی محدثین ترجمۂ حدیث اور صرف مذاہب ائمہ بیان کرنے کے عادی تھے ان کے مزید دلائل کا تذکرہ اور ان میں موازنہ کرنے کا بالکل رواج نہ تھا اسی لیے حدیث کی تنقیح و تشریح کا یہ درسی سلسلہ کچھ ہی دنوں میں اتنا مقبول ہوا کہ ہندوستان، برما، افغانستان، ملیشیا، بخارا، ترکستان اور انڈونیشیا کے پروانہ حدیث سے کھنچ کھنچ کر یہاں آنے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں اس انوکھے درس حدیث سے حضرت شیخ الہند، مولانا فخر الحسن گنگوہی، مولانا محمد حسن سنبھلی، مولانا احمد حسن امروہوی، مولانا عبد العلی محدث دہلوی، مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری، علامہ کشمیری، حضرت تھانوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، شیخ الاسلام حضرت مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا صدیق نجیب آبادی، مولانا یوسف کاندھلوی، علامہ ابراہیم بلیاوی، مولانا فخر الدین مرادآبادی، علامہ بنوری، مولانا علی احمد اعظمی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حسین علی نقشبندی، مولانا عبد الرحمن مردانی مولانا ظفر احمد تھانوی، مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری، مولانا عبد العزیز پنجابی، مولانا اسلام الحق اعظمی، مولانا محمد میاں دیوبندی اور مولانا شریف حسن دیوبندی جیسی خادم حدیث اور نابغۂ روزگار ہستیاں اٹھیں جنہیں کسی بھی حیثیت سے حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے کم تر قرار نہیں دیا جا سکتا، اور یہ صرف خوش فہمی پر مبنی دعویٰ نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف کرتے ہوئے کویتی وزیر سید ہاشم رفاعی نے دار العلوم میں اپنی تقریر کے دوران کہا تھا "کہ ہمیں حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے معیار کے علماء کی ضرورت ہے اور ہمیں فخر ہے کہ الحمدللہ اس درجہ کے علماء اس دار العلوم میں موجود ہیں۔

محدثین کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان حضرات میں سے حضرت گنگوہیؒ کے درس سے تین سو، شیخ الہند کے حلقے سے آٹھ سو ساٹھ، علامہ کشمیری کی درسگاہ سے آٹھ سو نو، حضرت مدنیؒ کے درس حدیث سے چار ہزار چار سو تراسی اور مولانا فخر الدین مرادآبادیؒ کے حلقۂ درس سے چھ ہزار مزید خادمین حدیث نے جنم لیا، اور مجموعی طور سے اس کہکشاں میں چمکنے والے علم حدیث کے درخشاں ستاروں کی تعداد ۲۵ ہزار سے متجاوز ہے۔

ایک تاریخ کا طالب علم یہاں حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ اتنے قلیل عرصے میں کس طرح اس جماعت نے اتنے محدثین کو جنم دے کر چہار سمت پھیلا دیا کہ اب خدمتِ حدیث کے میدان میں صرف یہی لوگ نظر آتے ہیں اور برصغیر کی کوئی مسند اب ایسی دکھائی نہیں دیتی جو اس سلسلے میں ان لوگوں کی محتاج نہ ہو۔

یہ تو حدیث شریف کی صرف درسی خدمات تھیں، اس سے آگے جب ہم تصنیفی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو یہاں بھی علم حدیث تو یہاں بھی علم حدیث کا کوئی گوشہ ایسا نظر نہیں آتا جس پر اس مکتب فکر نے بھرپور روشنی نہ ڈالی ہو، ایک طرف مولانا گیلانی اور مولانا منت اللہ رحمانی نے "تدوین حدیث" اور "کتابت حدیث" جیسی عظیم کتابوں کی تاریخی طور پر حدیث کی خدمت کی ہے تو دوسری جانب ظفر احمد تھانوی، عبدالرحمٰن مردانی اور مفتی سعید احمد پالن پوری نے قواعد علوم الحدیث، جواہر الاصول فی اصول الحدیث اور تحفۃ الدرر جیسی مفید کتابیں لکھ کر طالب حدیث کو بنیادی طور پر اتنا مواد فراہم کر دیا کہ اب وہ ان راہوں میں کبھی غچہ نہیں کھا سکتا، اب شروحات کو دیکھئے تو یہاں بھی صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ حدیث کی اکثر و بیشتر مشہور و متداول کتابیں ان کے قیمتی حاشیوں اور پرمغز تعلیقات سے مزین نظر آتی ہیں، بخاری شریف جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہی جاتی ہے اور جس کے تراجم ابواب ہر زمانے میں علم حدیث کے شہسواروں کی کاوشوں کا محور رہے ہیں ان پر حضرۃ شیخ الہند مولانا ماجد علی مانوی اور مولانا فخر الدین نے الابواب والتراجم شرح تراجم ابواب بخاری اور القول الفصیح فی ما تعلق نبضد ابواب الصحیح جیسی عمدہ کتابوں کی تصنیف کر کے فقہ البخاری فی تراجمہ کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا، پھر ایک نئے باب کا آغاز کرتے ہوئے حضرت نانوتوی کے حاشیہ کے علاوہ علماء دیوبند نے لامع الدراری تقریر بخاری، تقریر گنگوہی، فیض الباری، انوار الباری، فضل الباری، نبراس الساری علی اطراف البخاری، ایضاح البخاری تحفۃ القاری فی حل مشکلات البخاری، اور الکوثر البخاری علی ریاض البخاری جیسی عظیم کتابوں کی تالیف کی، اسی طرح حنفی محدثین کی تعلیقات سے محروم مسلم شریف کی پہلی بار مولانا شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم کے نام ایسی بے نظیر شرح لکھی جو شرح نووی کو کئی فرلانگ پیچھے چھوڑ گئی اور مصر کے نامور محدث علامہ زاہد کوثری نے اسے زوردار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، اس کے بعد مولانا علی احمد اعظمی نے شرح کتاب الایمان مرتب کی، ایک شرح تفہیم المسلم کے نام سے بھی وجود میں آئی اور ابھی حال ہی میں مقدمہ مسلم کی تشریح تک محمد و نعمت المنعم اور فیض المنعم جیسی مفید کتابیں بھی منظر عام پر آئی ہیں۔

اب ہم نسائی شریف کا جائزہ لیتے ہیں جو محققین کے نزدیک صحاح میں تیسرے مقام پر فائز ہے، تو اس پر "مقدمہ تعلیق نسائی" کے ساتھ ساتھ "الحواشی الجدیدہ" کے نام سے ہمیں حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی ہی کا ایسا حاشیہ بھی ملتا ہے جس میں حاشیہ سندھی اور زہر الربیٰ کے عطر کو کشید کیا گیا ہے، اس کے علاوہ حضرت

گنگوہیؒ کی الفیض السماوی علی سنن النسائی بھی اس موضوع پر ایک قیمتی کوشش ہے۔

اسی طرح مستدلات فقہاء سے لبریز ابوداؤد شریف پر کی گئی علماء دیوبند کی کاوشوں کو دیکھیں تو وہ بھی ہر پہلو سے اب مستغنی نظر آتی ہے، ایک طرف تال ابوداؤد کی تشریح و توضیح کے لیے مولانا حنیف گنگوہیؒ نے فلاح و بہبود لحل تال ابوداؤد کے نام سے مفید کتاب مرتب کی ہے تو دوسری جانب التعلیق المحمود، الدر المنضود، بذل المجہود، انتباہ الرقود، انوار المحمود اور تعلیق سنن ابی داؤد جیسی عمدہ شروحات کے انبار لگے ہوئے ہیں، اب جامع ترمذی کا نمبر آتا ہے جو کہ صحاح میں پانچویں اور درسیات میں دوسری کتاب سمجھی جاتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ خدمت حدیث کے اس میدان میں علماء دیوبند نے نہ صرف یہ کہ اپنے علمی تفوق کی ڈھاک بٹھا دی بلکہ الکوکب الدری، نفع الشذی، العرف الشذی، معارف مدنیہ، الورد الشذی، تقریر ترمذی، الطیب الشذی، ہدیۃ الاحوذی اور معارف السنن جیسی عظیم شروحات و حواشی کے ذریعہ امام ترمذی کو بھی اپنے احسانوں سے گرانبار کر دیا، اس کے بعد جب ہم ابن ماجہ شریف کی تعلیقات پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی، مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی اور علامہ کشمیریؒ کے قیمتی حواشی کے علاوہ "کشف الحاجہ اور مصباح الزجاجہ" جیسی مستقل تصانیف کا پتہ ملتا ہے پھر یہ سلسلہ صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس دائرے کو مزید وسعت دیتے ہوئے حضرت مولانا یوسف کاندھلوی نے امانی الاحبار شرح معانی الآثار، مولانا حسین علی نقشبندی نے تلخیص الطحاوی اور مولانا شبیر بریلوی نے تقریر طحاوی لکھ کر خدمت حدیث کے میدان میں مزید گرانقدر تالیفات کا اضافہ کیا۔

پھر جب امام محمد کی کتاب الآثار کی باری آئی تو مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری نے قلائد الازہار جیسی مفصل بے نظیر کتاب لکھ کر اس کی شرح کا حق ادا کر دیا، اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر جب ہم دینیات حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ بھی تنظیم الاشتات کے ساتھ ساتھ قیمتی مباحث پر مشتمل التعلیق الصبیح جیسی جامع شرح سے مزین نظر آتی ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے شامی محدث محمود بن رشید عطار نے کہا تھا کہ اس شرح کی موجودگی میں اب میرے نزدیک مشکوٰۃ کی دوسری شروحات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

ان تمام تالیفات میں اگرچہ حنفیت کی پرجوش وکالت کی گئی ہے اور علماء نے حتی الامکان مذہب احناف کو مدلل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ارباب علم جانتے ہیں کہ یہ موضوع مستقل تصانیف کا محتاج تھا اور اس کا حق جب ہی ادا ہو سکتا ہے جب کہ نہایت تحقیق کے ساتھ فقہ حنفی اور قرآن و حدیث کے تعادم کے مکروہ پروپیگنڈے کو پوری طرح طشت از بام کر دیا جاتا، حنفی نقطہ نظر سے حدیث کی خدمت کے لیے علامہ کشمیری، حضرت تھانوی اور دوسرے علمائے علم سنبھال کر میدان میں آتے اور الاتحاف لمذاہب الاحناف الآثار، ایضاح الادلہ القطوف الدانیہ، اسرار الیحج، المصابیح، فصل الخطاب، کشف الستر اور نیل الفرقدین جیسے رسائل لکھ کر حنفی

دلائل و معانی کا سمندر سمیٹ دیا اور طحاوی وقت ظفر تھانوی نے تو علامہ نیموی کو بھی کئی میل پیچھے چھوڑ کر اعلاء السنن جیسی معرکۃ الآرار کتاب مدون کر کے شاید خدمت حدیث کے اس باب کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

خدمت حدیث کے طور پر اسلاف کی یہ کاوشیں، سند و متن کی تشریح، حنفی موقف کے اثبات اور ادبی بلاغت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایسے پر مغز مباحث اور لطیف نکات پر مبنی ہیں کہ ان کی علمی شان سے متاثر ہو کر شیخ ابوغدہ عبدالفتاح حلبی نے بے ساختہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان حضرات کی بعض کتابیں تو وہ ہیں جن میں ایسی چیزیں بھی ملتی ہیں جو متقدمین علماء اکابر مفسرین و محدثین اور حکماء کے یہاں بھی دستیاب نہیں ہوتیں۔

اس کے علاوہ خدمت حدیث کے میدان میں کسی روایت کو ضعیف قرار دیئے بغیر احادیث کے تعارض کو رفع کرنا اور مختلف روایتوں کے درمیان تطبیق دینا علماء دیوبند کا وہ امتیازی وصف ہے جس کے ماضی قریب میں نظیر نہیں ملتی، یہ چیز اگرچہ علمائے احناف سے انہیں وراثت میں ملی ہے اور جملہ احناف بھی اس میں برابر کے شریک ہیں لیکن ان حضرات نے اپنی بے پناہ ذہانت و فراست کے بل بوتے پر خدمت حدیث کی اس صنف کو اتنی ترقی دی اور اتنے عروج سے نوازا کہ علمی انحطاط کے دور میں بھی حافظ ابن خزیمہ کی یاد تازہ کر دی۔

اب ذرا خدمت حدیث کے دوسرے رخ کا بھی مطالعہ کیجئے کہ جب برصغیر میں فتنہ اہل قرآن کی وبا پھیلی اور انکار حدیث کی آندھی چلی تو خادمین حدیث کی اس جماعت نے از سر نو اپنی صفیں مرتب کیں اور اس فتنہ کی کاٹ کے لیے حجیت حدیث کے عنوان پر ایسا زبردست پر جوش تصنیفی سلسلہ شروع کیا کہ جس نے فتنہ انکار حدیث کے گرو گھنٹالوں کو ان کے ملک میں ہی اچھوت بنا دیا، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کی حجیت حدیث، حضرت حکیم الاسلام کی حدیث رسول کا قرآنی معیار اور محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی کی نصرۃ الحدیث اس موضوع پر شاہکار کہی جاتی ہیں۔

خادمین حدیث کی یہ جماعت کیونکہ امت کے ہر طبقہ میں حدیث کی روشنی پہنچانا چاہتی تھی اس لیے اس نے صرف ان علمی تصانیف پر بس نہیں کیا بلکہ متوسط طبقے کے لیے جواہر الحکم مصباح الابرار، الفیۃ الحدیث اور چہل حدیث کے عنوان سے بہت سے آسان رسائل مرتب کئے اور ذرا نیچے اتر کر عربی سے ناواقف اردو داں حضرات کے لیے مولانا بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ جیسا بیش بہا گلدستہ تیار کیا، پھر جب حالات میں مزید تبدیلی آئی سوچنے سمجھنے کے زاویے بدل گئے تو جمہور امت کا حدیث سے تعلق برقرار رکھنے کے لیے حضرۃ مولانا منظور نعمانی دامت برکاتہم نے اپنے قلم کو جنبش دی اور معارف الحدیث جیسی ضخیم کتاب وجود میں آئی جس نے ہزاروں انسانوں کی فکریں بدل ڈالیں۔

غرض یہ کہ اصول حدیث کا یہ موضوع ہو یا تدوین حدیث کا عنوان ہو، منکرین حدیث کا رد ہو یا درس
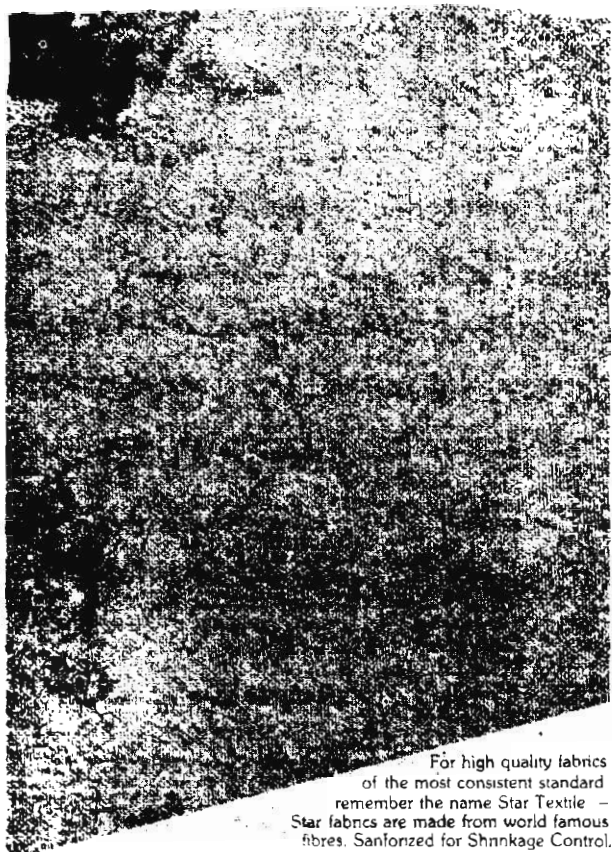
(بقیہ صلا پر)

مسیحیت کے علمبرداروں کا سیاہ چہرہ

کمی بیشی ممکن ہے برائی ہر ملک ' ملت ' معاشرہ ' قوم اور مذہب کے پیروکاروں میں ضرور پائی جاتی ہے ۔ برائی معیوب سہی لیکن کسی حد تک قابل انگشت نمائی نہیں سمجھی جاتی ۔ اس سلسلہ میں مسیحی ممالک اور کلیسیاؤں کی روش عجیب ہے ۔ وہاں زیادہ ہو جانے پر برائی کو قانوناً اور مذہباً جائز قرار دے دیا جاتا ہے ۔

المذاہب جون ۹۱ء میں مذکور تھا کہ پریٹیسرن مسیحی فرقہ کی خصوصی کمیٹی نے بکثرت ہونے کی بنا پر جنسی بد فعلیوں کو مذہبی طور پر جائز سمجھے جانے کی سفارشات مرتب کی ہیں ۔ اس پر بعض مسیحی قارئین (پادری برکت اے خان اور عبداللہ مسیح مبشر انجیل) کی طرف سے ہمیں زنا کاری اور لونڈے بازی کی اخباری خبروں کے فوٹو اور تراشے موصول ہوئے ہیں جن میں بعض مولویوں کے اِکّا دُکّا واقعات نمایاں ہیں جن کا واقعاتی ثبوت کوئی نہیں۔

ہمارے ہاں زنا ایک انتہائی فعل بد ہے لوگ چھپ چھپا کر کرتے ہیں ۔ شرماتے اور مذہب ' معاشرہ اور قانون سے خوف کھاتے ہیں ۔ راز فاش ہونے پر منہ چھپاتے ' طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے اور ذلیل و خوار قرار پاتے ہیں عبرت ناک سزائیں موجود ہیں ۔

جب کہ مسیحی ممالک میں زنا کا تصور اور نکاح کا تقدس سرے سے مفقود ہے ۔ ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکے لڑکیاں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے نام پر علی الاعلان زنا کرتے ہیں ۔ بالغ عمر کے مردوں اور عورتوں کا برضا و رغبت کتوں کتیاؤں کی طرح حسب منشاء وظیفہ جنسی ادا کرتے پھرنا عام ہے ۔ بڑے بڑے مسیحی علماء بھی اس حمام میں ننگے دیکھنے میں آتے ہیں ۔

پادری جم بیکر امریکہ کی سب سے بڑی ٹیلی ویژن تنظیم کے روح رواں تھے ۔ ان کے ٹی وی پروگرام دنیا کے سو سے زیادہ شہروں میں دیکھے جاتے تھے ۔ ماہانہ چندہ تیس لاکھ ڈالر سے متجاوز تھا ۔ جم بیکر نے اس دولت سے عیش پرستی شروع کر دی ۔ عالی شان محلات کی تعمیر شروع ہوئی ۔ اعلی ترین کاروں کا بیڑہ تیار کیا ۔ ہیلی کاپٹر خریدے گئے ۔ چہرے کی پلاسٹک سرجری کروائی ۔ ساتھ ہی ان کی جنسی بے راہ روی نے بھی رنگ دکھایا ۔ عورتوں اور خوبصورت لڑکوں سے جنسی تعلقات قائم ہوئے ۔ پادری جم بیکر کے پاک باز اور مقدس چہرہ سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کی ۲۳ سالہ سیکرٹری جیسیکا ہن کا کنوار پن اس کی نذر ہوا ۔ اس سیکرٹری کو ۲ لاکھ ۶۵ ہزار ڈالر خاموش رہنے اور دس ہزار ڈالر بطور " طبی امداد " دیئے گئے تھے ۔ اس کیس میں جم کی بے انتہا بدنامی ہوئی لیکن کیس پولیس کی دست اندازی سے باہر تھا ۔ البتہ مالی خوردبرد ' غبن اور فراڈ کے جرائم ثابت ہونے پر اسے ۴۵ برس قید اور ۵ لاکھ ڈالر جرمانہ کی سزا ہوئی ۔

جم بیکر کو ذلیل کرانے میں اس کے پیشہ ورانہ رقیب جمی سواگرٹ کا بڑا ہاتھ تھا۔ سواگرٹ بھی ٹی وی پر عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی ایک دوسری تنظیم کا سربراہ تھا۔ اس کا ماہانہ بجٹ ۱۷ لاکھ ڈالر تھا۔ وہ بھی عیش و عشرت اور جنسی بے راہرویوں میں ملوث تھا۔ بغرض تفریح اس بازار میں جا کر نوجوان لڑکیوں سے مشت زنی کرواتا اور جوڑوں کو اپنی گرہ سے پیسے دے کر اپنے سامنے جنسی تلذذ حاصل کرتے دیکھتا۔ اس کے کمرہ میں خفیہ کیمرے فٹ کئے گئے۔ حقیقت حال کا علم ہونے پر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس نے ویڈیو ٹیپ منظر عام پر لائے جانے سے قبل ہی ٹی وی پر اقبال جرم کرلیا اب اسے مشن سے نکال دیا گیا ہے (تفصیلات جنگ لندن ۲، ۳ دسمبر ۱۹۸۹ء)

پاکستان میں لونڈے بازی کو زنا کاری سے بھی کہیں مکروہ تر نظروں سے دیکھا جاتا ہے جب کہ مسیحی ممالک میں صورت حال اس کے قطعی برعکس ہے۔

ڈاکٹر مارگیوس شیفلیڈ نے لونڈے بازی کے حق میں اس قدر پراپیگنڈہ کیا اور اس کے اتنے "فوائد" گنائے کہ جرمن پارلیمنٹ کو مجبوراً اسے قانونی درجہ دینا پڑا۔ اس کا مصرع طرح دینا تھا کہ آج دیار مغرب میں لونڈے بازی کے کلب موجود ہیں، نوجوان ڈنکے کی چوٹ ایک دوسرے سے "محبت" جتاتے اور اپنے "حقوق" کے حق میں جلوس نکالتے ہیں۔ مردوں کی باہم "شادیاں" ہوتی ہیں۔ پادری صاحب گرجا گھر میں رسم "نکاح" ادا کرتے ہیں۔ ایسی اولین شادی ۱۹۶۵ء میں ہالینڈ میں ہوئی تھی۔ ڈنمارک نے ایک ایسی "شادی" رجسٹرڈ کرنے کا اعزاز بھی حاصل کرلیا ہے۔ لونڈے بازی کے مرض سے مذہبی حلقے بھی محفوظ نہیں رہے۔

رومن کیتھولک عیسائیت زنا اور لونڈے بازی کے خلاف ہے تاہم کیتھولک علماء اس کاربد کی انجام دہی میں عام لوگوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ حسب ذیل خبروں کی رو سے ان کا منظم اور مسلسل ارتکاب ممتاز، قابل غور اور سوہان روح ہے۔

"مسیحی جماعت کی جنسی سیہ کاری"

کینیڈا کے جریدہ میکلیز کی اطلاع ہے کہ نیو فاؤنڈ لینڈ کے حلقوں میں برسوں سے رومن کیتھولک پادریوں اور دیگر مذہبی کارندوں نے بار بار جواں سال لڑکوں کے ساتھ لونڈے بازی کی جن میں سے اکثریت یتیموں کی تھی جو اپنے محافظوں ہی کے شکار بنے اور پھر یہ رسوائی صرف صوبہ نیو فاؤنڈ لینڈ کا مقدر نہیں ہے کینیڈا ہی میں کیتھولک رہنماؤں کی جنسی ہوس کی بھینٹ چڑھنے والے بچوں کے کم از کم چھ اور المیوں کا بھی پتہ چلا ہے۔ بیس سے زیادہ واقعات امریکہ میں ہوئے۔ ہر ماہ جنسی استحصال کی بڑھتی ہوئی خبروں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۷ پادری اور ان سے ملحقہ افراد ملزم پائے گئے۔ جس سے اکثر

کیتھولک مسیحیوں کا اپنے پادریوں پر سے اعتماد متزلزل ہوگیا ہے ۔ کتنے دکھ کا مقام ہے کہ مذہبی رہنماؤں پر جنسی زیادتی کا الزام بڑی دیر سے لگایا جا رہا تھا ۔ عموماً اس کی پردہ پوشی کی جاتی اور بدکار پادری کو بس کہیں اور تبدیل کردیا جاتا جہاں بعض اوقات یہی مکروہ دھندا از سر نو چل پڑتا ۔ رد عمل میں لوگوں نے اپنے بیٹوں کو قربان گاہ پر کام کرنے اور پادری کے اعتراف سننے کے کمرہ میں جانے سے روک دیا ہے ۔ سنٹ جان کیتھولک سکول بورڈ کے وائس چیرمین پال متھپل ٹن کے الفاظ میں کبھی رومن کیتھولک پادری کا عہدہ باعث فخر سمجھا جاتا تھا جو اب پریشانی اور شک و شبہ کا نشان بن کے رہ گیا ہے ۔ تازہ واقعات کی روشنی میں لوگ کھسر پھسر کے ساتھ ساتھ پادریوں کی کھلم کھلا مخالفت بھی کرنے لگے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے آپ اور خدا کے علاوہ کسی پر اعتماد نہ کریں " (اویک ۷۰ : ۲۱)

وضاحت (۱) صرف کیتھولک گرجاؤں میں قربان گاہ پر داڑھی مونچھ پھوٹنے کے قریب نوجوان لڑکے بھی مذہبی خدمات سر انجام دیتے ہیں ۔ عنفوان شباب کا عالم ہوتا ہے جسے نوبل انعام یافتہ ہندو دانشور رابندر ناتھ ٹیگور نے چودہ سال کی عمر کا لڑکا لکھا تھا ۔ (The .. Boy .. at .. the.. Age .. of .. Farurteen) سلیٹی رنگ کے چغے زیب تن تھے ۔ پادری صاحب سینیوں میں رکھے ہوئے آئس کریم کھانے والے شیشہ کے کپوں می شربت بنفشہ کے سے گہرے رنگ کا لایا جانے والا محلول نوش فرما رہے تھے ۔(اگر یہ نقشہ کسی یورپی امریکی گرجا کا ہوتا تو میں اس شربت کو شراب لکھتا) خدا معلوم اور بھی کیا کچھ ہوگا ۔ سناٹا چھایا ہوا تھا ۔ خاموشی کو صرف پادری صاحب کی آواز توڑتی تھی ۔ پھوٹتی جوانیوں کی پر سکوت آمد اور واپسی کی مسحور کن فلم کا دلفریب سین لگتا تھا ۔ ننگے سر عبادت کرنا کلین شیو مسیحیوں پر لازم ہے جب کہ میں داڑھی اور ٹوپی سے مسلح تھا ۔ بھیڑوں میں اونٹ کی طرح نمایاں تھا ۔ اس من موہنے نظارہ سے تھوڑا سا ہی لطف اندوز ہوا تھا کہ خادم نے مجھے اٹھا کر ایسی جگہ بٹھا دیا جہاں سے مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا ۔ میں غصہ سے جل بھن کر اٹھ آیا ۔

(۲) اعتراف بھی کیتھولک شیوہ ہے ۔ ہمارے ہاں پادری صاحب اونچی کرسی پر تشریف رکھتے ہیں ۔ ان کے سامنے نصف تختہ میں سر نکالنے کو بڑا سا گول سوراخ ہوتا ہے ۔ گنہگار قطار بنائے باری باری پچھلے اعتراف کے بعد کی گئی بد اعمالیاں بتاتے ہیں جنہیں پادری صاحب از راہ لطف و کرم مراحم الہیانہ سے معاف فرما دیتے ہیں ۔ مغربی ممالک میں اعتراف سننے کی غرض سے ایک خاص کمرہ ہوتا ہے جہاں وظیفہ جنسی ادا کرنے کے لئے مکمل اور مطلوبہ تنہائی میسر ہوتی ہے ۔ اس کمرہ میں لونڈے بازی کے علاوہ اعتراف کرنیوالی جواں سال خواتین سے پادریوں کی زناکاریوں کے تاریخی ریکارڈ بھی موجود ہیں

"ہم دنیا بھر کے سامنے شرمندہ ہیں"

مشہور امریکی روزنامہ نیویارک ٹائمز ۲۰ جولائی ۹۰ء کی ایک سرخی " کینیڈا کا سب سے بڑا مذہبی رہنما پادریوں کے جنسی چکر میں عہدہ چھوڑتا ہے " کہانی کیا تھی ؟ یہی کہ مذہبی رہنماؤں کی جنسی بدنامیوں میں ایک اور کا اضافہ ہوا ۔ یہ سیکنڈل نیو فاؤنڈ لینڈ ' کینیڈا میں دریافت ہوا ہے ۔ پادری رومن کیتھولک تھے ۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے ؟"

ٹائمز کی رپوٹ ہے کہ " تین سال سے کیتھولک پادریوں اور ان کے معاونین کے خلاف قربان گاہ پر کام کرنے والے لڑکوں ' یتیم اور دوسرے نوجوانوں سے لونڈے بازی کے الزامات لگ رہے تھے لیکن کیتھولک پیشوائیت چشم پوشی سے کام لیتی رہی یا اس کیس میں موثر اقدامات کرنے میں ناکام رہی جس پر نیو فاؤنڈ لینڈ کے آرچ بشپ نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ۔ سب سے پہلے ۱۹۷۹ ء میں صریح بے حیائی کی نشاندہی کی گئی تھی ۔ ایک پادری پر ۳۶ جرائم ثابت ہوگئے ۔ چنانچہ اسے ۴ سال قید کی سزا ملی تھی ۔

عموما ایسے معاملات کو رفع دفع کردیا جاتا ہے ۔ اور ضابطہ کی کوئی معقول کارروائی نہیں کی جاتی زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ پادری کو کسی دوسرے حلقہ میں تبدیل یا نئی ڈیوٹی پر لگا دیا جہاں یہی بد چلنی پھر جاری ہو جاتی ۔ اس موقع پر آرچ بشپ نے یہ کہہ کر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوگیا " ہم لوگ گنہگار ہیں ' ننگے ہیں ' ہمارا غصہ ' ہمارا درد ' ہماری روحانی اذیت ' ہماری شرم سب پر عیاں ہے " (مقابلہ کریں مکاشفہ (۱۷ : ۱۵ ۔ ۱۸)

عدالتی تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ مکروہ دھندا ۱۵ برس سے جاری تھا لیکن پولیس اور سرکاری حکام بدکاروں کے خلاف فیصلہ کن قدم اٹھانے " میں ناکام رہے تھے بلکہ وہ مظلوموں کی داد رسی کی بجائے ظالموں کو بچانے کی فکر میں رہے ۔ جب کہ ایسی بدکاریوں کے بارے میں رومن کیتھولک نیو امریکن بائبل سینٹ جوزف ایڈیشن میں لکھا ہے " خدا نے انہیں ان کی شہوتوں میں برے کاموں کے لئے چھوڑ دیا ۔ وہ باہم اپنے جسموں کو بے حرمت کرنے میں جت گئے ---- عورتوں کے ساتھ طبعی فعل چھوڑ دیا اور ایک دوسرے کے ساتھ لونڈے بازی میں مست ہوگئے ۔ مردوں نے مردوں کے ساتھ شرمناک افعال کئے ---- حالانکہ وہ خدا کا یہ حکم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والے موت کی سزا کے لائق ہیں " (رومیوں ۱ : ۲۴ ۔ ۳۲)

کیتھولک بائبل جو کچھ کہتی ہے کیا توبہ نہ کرنے والے ایسے افراد کے ساتھ ہوگا بھی ؟ " کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے ؟ خود فریبی میں مبتلا نہ ہونا ۔ زانی ---لونڈے باز خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے " البتہ ایسے افراد کے لئے بائبل کا حکم ہے کہ وہ مسیحی جماعت سے کاٹ ڈالے جائیں ۔ جیسا کہ پولوس کا کہنا ہے " میں نے اپنے خط میں تم کو یہ لکھا تھا کہ حرام کاروں سے صحبت نہ رکھنا ---- اگر کوئی " بھلائی " کہلا کر حرام کار بنے تو اس سے

صحبت نہ رکھو ـــ بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا ـــ اپنے درمیان سے بدکاروں کو نکال ڈالو ۔" (ا ۔ کرنتھیوں ۵:۹ ۔ ۱۳:۹)

"کیتھولک سکول میں بدتمیزی کا کاروبار"

روزنامہ ایوننگ نیوز نے ۱۵ فروری کی اشاعت میں انکشاف کیا کہ کینیڈا کے مشہور شہر اوٹاوہ میں ۱۹ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں جو لڑکوں کے ساتھ بدفعلی میں ملوث تھے ۔ اور یہ سارا کاروبار عیسائیوں کے کیتھولک سکول میں بڑے زوروں پر چل رہا تھا ۔ پولیس نے تفتیش کے دوران یہ بات معلوم کی کہ اس گروہ کا نام Brothers of the christian school ہے اور اس سکول میں سیہ کارمی قریبا چالیس برس سے چل رہی تھی ۔ تفتیش جاری ہے اور مزید انکشافات کی توقع ہے ۔ اخبار مذکور نے لکھا کہ اس انکشاف کے بعد کینیڈا کے کیتھولک سکول میں سخت بوکھلاہٹ طاری ہوچکی ہے ۔ (ماہنامہ الفاروق کراچی بابت ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ)

پروٹسٹنٹ گرجوں میں اغلام بازی

اتفاق سے بچوں کے ساتھ مذکورہ منظم ، باقاعدہ اور متواتر زیادتی کے واقعات کیتھولک گرجاؤں میں پیش آئے ہیں ۔ اس سے کہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ پوٹسٹنٹ گرجے اس قبیح فعل سے پاک و پوتر ہیں ۔ حال ہی میں کونسل آف چرچز فار برٹش اینڈ ائرلینڈ نے گرجا گھروں کے منتظمین کو ہدایت کی ہے کہ ان کا فرض وہاں مذہبی اور بالغوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات سننا ہے تحقیقاتی ایجنسی کا کردار ادا کرنا نہیں ۔ اگر کوئی بچہ یا بالغ زیادتی یا اسی قسم کے سلوک کا ذکر کرے تو اس کی بات ہمدردی اور توجہ سے سنی جائے اور کیس کسی سماجی کارکن یا سماجی خدمات یا اسی قسم کے محکمہ کے نوٹس میں لایا جائے ۔ کونسل کے جنرل سیکرٹری ڈادری جان ایرڈون کا کہنا ہے کہ "کسی بھی قسم کی زیادتی انسانی وقار کی نیکی اور شخصیت کی مکمل اور آزاد نشوونما کے منافی ہے" اس موضوع پر پمفلٹ کی تیاری میں ان مسیحی فرقوں نے حصہ لیا ہے :۔ میتھوڈسٹ ، رومن کیتھولک ، کلیسیائے انگلستان ، بپٹسٹ اور یونائیٹڈ ریفارمڈ پمفلٹ کا پورا نام ملنے کا پتہ ، قیمت اور ڈاک خرچ یوں ہے ۔

Ritual Abause an introduction and guidilines for churches CCBl Book interchurch house 35 - 41 marsh london sei 7RL PRICE 20P Lower room

Plus 25p postage

ریکارڈر ۲۷ فروری ۹۲ء)

حقیقت یا افسانہ ؟

انڈریو بائڈ نے ایک کتاب بعنوان Rumours Blasphemous (کفر سے بھرپور افواہیں) بہ قیمت ۶.۹۹ پونڈ لکھی ہے ۔ تبصرہ نگار کے نزدیک اس کے مطالعہ میں آنے والی یہ انتہائی ناخوشگوار کتاب ہے ۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے مندرجات گھبرا دینے والے ہیں اس لئے صرف " بالغوں کے ہاتھوں فروخت کی جائے " نازک مزاج افراد نہ پڑھیں ۔ اس کتاب میں تحقیق کی گئی ہے کہ آیا عبادات کے دوران زیادتی حقیقت ہے یا افسانہ ؟ یہ کتاب ان لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے جنہیں پتہ نہیں ہے کہ وقتاً فوقتاً شہ سرخیوں سے چھپنے والی ' عبادات کے غلط استعمال پر مشتمل ' کہانیوں کا کیا کیا جائے ؟ کتاب پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے شیطان صفت واقعات بکثرت ہوتے ہیں ۔ ان سے انکار ناممکن ہے ۔ اس ضمن میں " متاثرین " محافظین ' صحافیوں ' ماہرین نفسیات ' پولیس ' وکلا سب کی شہادتیں میسر ہیں ۔ کتاب کا مشورہ ہے کہ اس ضمن میں پادری صاحبان باخبر اور محتاط رہیں اور بھاگ کر آنے والے بچوں کی کڑی نگرانی کریں ۔ (ریکارڈر ۹ اپریل ۹۲ء)

بدکردار پادری

پیرس ۸ جولائی (خلیج ٹائمز) ایک ۷۷ سالہ انگریز پادری نکولسن گلین کراس پر بچوں کی ننگی تصویریں کھینچنے کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے ۔ وہ ۱۹۴۸ء سے ایک قصبہ میں بچوں کو مذہبی تعلیم دے رہا تھا ۔ اسے جیل بھیج دیا گیا ہے ۔ اس پر بچوں کو برے کاموں کی ترغیب دینے کا الزام ہے (شاداب جولائی ۹۰ء)

اس موضوع پر یہودیوں نے تو کمال کی ٹانگ ہی توڑ کر رکھ دی ۔ ان کا نظریہ بالکل سیدھا سادا ہے ۔ عیسائی چپکے چپکے بائبل کی مخالفت کرتے ہیں جب کہ یہودی مصلحت بینی کے قائل نہیں ۔ انہوں نے اپنی کتاب مقدس کو آڑے ہاتھوں لیا ہے اور کھلے بندوں رگید ڈالا ہے ۔

" ہم جنس پرست علماء یہود "

ریفارم یہودیت امریکہ میں ہم جنس پرست کاہنوں اور ہم جنس پرستی کو قبول کرنے والا سب سے پہلا اور بڑا مذہبی گروہ ہے ۔ حال ہی میں اس فرقہ کے علماء نے ضابطہ پاس کیا ہے کہ " سب یہودی مذہبی طور پر باہم برابر ہیں خواہ وہ اپنی شہوت کیسے ہی پوری کریں " بیان میں " تمام علماء یہود کی بے لگام شہوت پرستی " کو بھی خوش آمدید کہا گیا ہے ۔ ریفارم علماء کے صدر سیموئیل کارف کے مطابق ہم جنس پرستی (مرد کی مرد اور عورت کی عورت سے بدکاری　　　　سے متعلق بائبل کے احکام کو " ہمارے زمانہ کے علم اور تجربہ " کے خلاف قرار دیا گیا ہے " (اویک ۱۷ : ۲۰)

پاک باز شوہروں کی نسل دنیا سے ختم ہوچکی ہے

منیلا (انٹرنیشنل ڈیسک) صرف بیوی کے وفادار شوہر ولی کا درجہ رکھتے ہیں لیکن سارا دکھ تو اسی بات کا ہے کہ ایسے شوہر اب دنیا میں ناپید ہوتے جارہے ہیں ۔ ہم کو دراصل حقائق سے روگردانی نہیں کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ اس نوعیت کے شوہر اب کہاں ---- یہ باتیں فلپائن کی صدر اکوری اکینو نے قومی ٹیلی ویژن پر ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہیں ۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پاک باز شوہروں کی نسل دنیا سے تقریبا ختم ہوچکی ہے ۔ اگر کوئی شوہر اپنی زندگی میں اس معاملے میں بڑے بدنام رہ چکے ہیں ۔ آج کل فلپائن کی صدارتی مہم میں مختلف صدارتی امیدواروں کی نجی زندگی میں بے راہروی کے قصے فلپائنی اخبارات و جرائد میں دھڑا دھڑ چھپ رہے ہیں ۔ یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ کوئی بھی صدارتی امیدوار اخلاقی اعتبار سے مثالی کردار کا نمونہ پیش نہیں کرسکتا اس لئے کہ سب نے ہی اپنی بیویوں سے چوری چھپے انتہائی مہنگی داشتائیں رکھی ہوئی ہیں " (نوائے وقت ۱۵ مارچ ۹۲ ء)

" ہم جنس شادیوں کی اجازت "

امریکہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق انگلینڈ کے اینگلیکن چرچ کے بعد امریکہ میں بھی محدود پیمانے پر مخصوص صورت حال میں عورتوں کی عورتوں کے ساتھ اور مردوں کی مردوں کے ساتھ میتھوڈسٹ چرچ نے ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت دے دی ہے ۔ واشنگٹن کے علاقہ ڈمبارٹن کی میتھوڈسٹ کلیسیا نے دو نوجوان کنواری لڑکیوں ڈونا اور این کی شادی مسیحی رسومات کے تحت کرنے کا فیصلہ کرکے کلیسیائی حلقوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے ۔ ان لڑکیوں کا کہنا ہے کہ انہیں مرد پسند نہیں اور وہ آپس میں ایک دوسری سے بے حد پیار کرتی ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان انگوٹھیوں کا تبادلہ بھی ہوگا لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان میں سے دولہا کون بنے گا اور مسیحی شادی کا مخصوص لباس ریت ویل کون پہنے گی اور ان میں سے کون " مسز " کہلائے گی ؟ (شاداب جون ۹۰ ء)

Safety MILK
THE MILK THAT
ADDS TASTE TO
WHATEVER
WHEREVER
WHENEVER
YOU TAKE
YOUR SAFETY
IS OUR Safety MILK

جناب شفیق الدین فاروقی

وزیر اعظم پاکستان کے نمائندہ وفد وفاقی وزراء اور ممبران اسمبلی کی دار العلوم حقانیہ تشریف آوری۔ دار العلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق سے ملاقات اور مذاکرات کی بعض جھلکیاں

۲۱ رجون ۱۹۹۳ء؁ وزیر اعظم کی مقرر کردہ مذاکراتی ٹیم کے ارکان وفاقی وزرا جناب غلام دستگیر خان، جناب شہزادہ محی الدین اور کئی مسلم لیگی ارکان پارلیمنٹ نے مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات اور مذاکرات کے لیے کئی مرتبہ رابطہ کیا مگر مولانا کے مسلسل اسفار اور اہم مشاغل کی وجہ سے یہ سلسلہ ملتوی ہوتا رہا بالآخر ۲۱ رجون کو بغیر کسی پیشگی اطلاع کے وزیر اعظم کے مذکورہ نمائندہ وفد نے صبح ۹ بجے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک آکر مولانا سمیع الحق کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی، ملک کی تازہ ترین صورت حال، اسمبلی کی بحالی کے بعد ملکی سیاست کے رُخ، حالات کے اتار چڑھاؤ، حکومت کے عزائم، حزب اختلاف کے ممکنہ کردار، صدر اور وزیر اعظم میں مفاہمت، نفاذ شریعت اور شرعی قوانین کے تحفظ، سودی نظام کے خاتمہ کے ممکنہ اقدامات، اور وزیر اعظم کی مولانا سمیع الحق سے براہ راست ممکنہ ملاقات و مذاکرات اور دیگر منفرد عنوانات پر گفتگو کی ـــــ اس موقع پر وفاقی وزرا اور مولانا سمیع الحق کے درمیان ہونے والی گفتگو کی بعض جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

جناب غلام دستگیر خان! دینی سیاسی جماعتوں میں آپ کا مقام، آپ کی عظمت، آپ کی اہمیت اور ملکی سیاست میں آپ کے موثر کردار کو کسی طرح بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا وزیر اعظم نواز شریف چاہتے ہیں کہ آپ کے مفید مشوروں اور تعاون سے قوم وملت کی ہر ممکن خدمت کے لیے کام کریں۔

مولانا سمیع الحق! ہم نے ماضی میں نواز شریف کے ساتھ اس لیے تعاون کیا تھا کہ وہ نفاذ شریعت اور شریعت بل کے تحفظ وتنفیذ کا کام کریں گے چنانچہ وہ کامیاب بھی اسی لیے ہوئے کہ شریعت بل کو الیکشن مہم میں بطور ایشو کے سامنے لایا گیا مگر اس کے باوجود وہ شریعت کے معاملہ میں پیش رفت کے بجائے پس رفت میں لگے رہے۔

غلام دستگیر خان! وزیر اعظم کو اسمبلی ٹوٹنے کا جو جھٹکا لگا اس سے وہ بڑے سنبھل اور بدل گئے ہیں اب

وہ نہیں رہے جو پہلے تھے۔

مولانا سمیع الحق : جی ہاں ان میں بڑی تبدیلی آگئی ہے پہلے وہ بھولے سے شریعت کا نام لے لیا کرتے تھے اب جو انکی حکومت بحال ہوئی ہے تو انہوں نے اپنی تقریروں میں بھولے سے بھی شریعت کا نام لینا چھوڑ دیا ہے۔

غلام دستگیر خان : مولانا صاحب آپ ہمارے بزرگ ہیں بھائی ہیں عالم دین ہیں آپ کا وسیع حلقہ اثر ہے، آپ کی جماعت ہے۔ وزیر اعظم کی دلی خواہش ہے کہ آپ ہماری سرپرستی کریں ہماری رہنمائی کریں ہماری غلطیوں پر ہمیں ٹوکیں۔

مولانا سمیع الحق : ہم نے اس فریضہ میں الحمدللہ ماضی میں کوئی کوتاہی نہیں کی، ہماری بڑی توقعات تھیں مگر جناب نواز شریف بے دینوں، خوشامدیوں اور مفاد پرستوں کے چنگل میں اس طرح گھر گئے کہ دینی بات جو خالص انکی خیر خواہی پر مبنی تھی، سنی کو ان سنی کر دیا۔

شہزادہ محی الدین : مولانا صاحب آپ کے دینی سیاسی اور قومی و ملی خدمات کے حوالے سے وزیر اعظم کے اصرار کا ہے کہ آپ ملکی سیاست میں مثبت رول ادا کریں انہیں اپنی سابقہ کوتاہیوں کا اعتراف ہے وزیر اعظم آپ کے اختلافات اور اختلافی امور کو بھی بخوبی جانتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ کو قابل قدر جانتے ہیں انہوں نے ہم کو ہدایت کی ہے کہ ہم سے حکومت اور قومی و ملی معاملات میں آپ کی رائے سے استفادہ کریں وزیر اعظم خود آپ سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ افہام و تفہیم کے ذریعہ ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھا جا سکے۔

مولانا سمیع الحق : وزیر اعظم سے ملاقات میرا ذاتی مسئلہ نہیں، جمعیۃ علماء اسلام کے خادم کی حیثیت سے پوری جماعت کا مسئلہ ہے جماعت کی مجلس شوریٰ کے باقاعدہ طور پر ملاقات اور مذاکرات کے بارے میں فیصلہ کے بعد ہی کوئی بات کی جا سکتی ہے۔

بعض مسلم لیگی ایم این اے : وزیر اعظم سے آپ کی ملاقات ہونی چاہیئے ان کو اپنی بہت سی غلطیوں کا اعتراف ہے اور اب غلطیوں کا ازالہ بھی تو آپ سے ملاقات ہی کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : یہ بات جماعتی فیصلہ کے بعد ہی کی جا سکتی ہے مگر آٹھویں ترمیم کے بارے میں حکومت کے عزائم صحیح نہیں ہیں اگر اسلامائزیشن کے دفعات ختم کر دیئے گئے تو یہ ملک کی نظریاتی اساس سے غداری ہوگی۔

غلام دستگیر خان : جی نہیں آخر ہم بھی تو مسلمان ہیں وزیر اعظم بھی مسلمان ہیں ہم کس طرح اسلامائزیشن کو ڈائنامیٹ کریں گے اگر بالفرض وزیر اعظم نے ایسا کیا بھی تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

مولانا سمیع الحق : آٹھویں ترمیم ختم کر کے آپ پھر اختیارات ایک شخص کے ہاتھ میں دے رہے ہیں وزیر اعظم مطلق العنان بن جائے گا کل کو کوئی بے دین حکمران یا بے نظیر آجاتی ہیں تو وہ جس طرح چاہیں گے ملک کو تیا پانچا

کر کے رکھ دیں گے ۔

غلام دستگیر خان ! بہرحال میاں صاحب اگر آٹھویں ترمیم میں شریعت کی شقیں تبدیل کرتے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے ۔

مولانا سمیع الحق ! ہماری سیاست کا واحد ہدف اسلامی اقدار کا تحفظ اور ملک میں اسلامی سیاست کی ترویج ہے اگر اسلامائزیشن کو ڈائنا میٹ کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے ۔ اور میری رائے یہ ہے کہ جب تک ملک کی نظریاتی اساس کے تحفظ اور نفاذِ شریعت کے امور پر مخلصانہ بات چیت اور اقدام کا عزم نہیں ہوگا مذاکرات بے فائدہ اور بے سود رہیں گے ۔

غلام دستگیر خان ! مولانا صاحب، اب سسٹم بدلنا چاہیئے یہی سسٹم رہا تو پھر اصلاح و احوال کی کیا توقع کیجا سکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق ! ہمارا مطمع نظر اور سیاست کا بنیادی ہدف ہمیشہ شریعت رہا۔

غلام دستگیر خان ! جی ہاں ہم اچھی طرح جانتے ہیں ماضی میں پارلیمنٹ کے اجلاس ہوا کرتے تھے تو حضرت مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء علماء کرام ہی کی وجہ سے نفاذ شریعت اور اسلامی احکام کی ترویج کے لیے بہت کام ہوتا تھا ان حضرات کی کوششوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پارلیمنٹ نہیں ایک دارالعلوم کے اساتذہ کا اجلاس ہے اسلامی فقہ و قانون کے اصل ماخذ پیش کئے جاتے تھے اور مستند دینی کتابیں ساتھ لائی جاتی تھیں ۔

مولانا سمیع الحق ! مفاہمت کے لیے حزب اختلاف سمیت وزیر اعظم کو صدر مملکت سے بات چیت کرنی چاہیئے پرسوں میں نے اسی سلسلہ میں صدر مملکت کے پاس جمعیۃ کا وفد بھیجا تھا اس کے مثبت اور بڑے اچھے نتائج نکلے ہم سنگین ملکی بحران کے خاتمہ کے لیے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان مفاہمت ضروری سمجھتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں آپ وزیر اعظم سے بات کرلیں، وزیر اعظم سے میری ملاقات اور سیاسی مذاکرات اتنے ضروری نہیں مگر صدر اور وزیر اعظم میں ملکی مفاد کے لیے مفاہمت کا اہتمام ضروری ہے ۔

بقیہ ؛ علماء دیوبند

شروحات کا وسیع میدان ہو خدمت حدیث کے ہر گوشے میں علماء دیوبند نے عرق ریزی کرتے ہوئے ایسی لافانی کارشیں کیں کہ نہ صرف مؤرخ ان کے کارناموں پر عش عش کر اٹھا بلکہ منفرد درس حدیث اور بلند پایہ علمی تصانیف کی وجہ سے عالم اسلام میں خدمتِ حدیث ان کا ایک رمز بن گیا اور ماضی کی طرح آج بھی جہاں بھی کہیں برصغیر میں حدیث کی شمعیں جل رہی ہیں وہ سب اسی چراغ کی ضیاء پاشیاں اور اسی آفتاب کی کرنیں ہیں ۔

عبد القیوم حقانی

سیرت البم | تحریر و ترتیب: شاہ مصباح الدین شکیل۔ صفحات ۱۱۶، قیمت درج نہیں
ناشر: پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی (PSO) داؤد سنٹر، مولوی تمیز الدین خان روڈ
پوسٹ بکس ۳۹۸۳ - کراچی

پی ایس او نے اپنی شاندار روایات کے ساتھ سیرت طیبہ پر ایک نئی پیشکش کی سعادت حاصل کی ہے "سیرت البم" PSO کی جانب سے ۱۹۷۹ سے کی جانے والی منظم اور مسلسل کوششوں کا حاصل ہے مولف شاہ مصباح الدین شکیل نے ساڑھے چار مہینے حجاز مقدس میں گزارے سیرت طیبہ کے اہم تاریخی مقامات کا بچشم خود معائنہ کیا ان سے متعلق معلومات حاصل کیں پھر ان مقامات کو تصویروں میں محفوظ کیا اور بہت سی نادر تصاویر جمع کیں طویل ترین اور صبر آزما سفر کئے علماء اساتذہ اور اہل علم سے ملاقاتیں کیں پھر سیرت البم ترتیب دیا اس میں تحریروں اور تصویروں کا ایک خوبصورت امتزاج ہے جس سے سیرت طیبہ کے اکثر گوشے خود بخود روشن ہوتے چلے جاتے ہیں یقیناً قارئین اس کی قدر کریں گے ہم اس شاندار اشاعت پر ڈائریکٹر جناب میاں محمد فرید اور مولف شاہ مصباح الدین شکیل کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

توضیح البیان لخزائن القرآن | تالیف: مولانا محمد یوسف سیفی، صفحات ۹۸، قیمت درج نہیں
ناشر: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

مولانا محمد یوسف صاحب نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم کی تفسیر "جواہر القرآن" سے سورتوں کے ربط اور خلاصوں کو اخذ کرکے علیحدہ کتابی صورت میں مرتب کر دیا ہے بعض مقامات پر تفصیلی مباحث میں دیگر مستند تفاسیر سے استفادہ کیا ہے طلبہ دورہ تفسیر کیلئے مفید کتاب ہے۔

نقوش حضرت افغانی رحمہ اللہ | مرتب: سید محمد داؤد جان افغانی، صفحات ۲۷۲۔ قیمت ۳۰ روپے
ناشر: ادارہ شمس المعارف ترنگ زئی ضلع چارسدہ

شمس العلوم والمعارف حضرت العلامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ اسلام کے عظیم سپوت، علوم و معارف

کے بحرِ ناپید کنار، نورِ معرفت کے شناور اور علوم نبوت کے غواص تھے افسوس کہ ان کے سانحۂ ارتحال کے بعد ان کی
عظمتِ شان کے مطابق کوئی سوانح یا کوئی نمبر نہ آسکا۔ الفصیحہ چارسدہ کے دوستوں نے مقدور بھر کوشش کی
ملک و بیرون ملک کے اکابر سے مواد جمع کیا کتابت بھی کرائی تو اس کے چھاپنے کی سعادت حضرت کے برخوردار
صاحبزادہ محمد داؤد جان کے حصے میں آئی جو نقوش حضرت افغانی کے نام سے منظرِ عام پر آچکی ہے جس میں جید
علماء کرام، فضلاء عظام کے تحقیقی مقالہ جات اور مضامین شامل ہیں حضرتؒ کی سیرت و سوانح کا یہ نقش اول ہے
امید ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف کیلئے اور ان کے قائم کردہ "ادارہ شمس المعارف" کے لئے یہ مہمیز کا کام
دے گا آئندہ کے نقوش پہلے کی نسبت کئی گنا بہتر اور جامع ہوں گے۔

حرب اسلامی اور دفاع پاکستان

تحریر: کیپٹن فضل ربی، صفحات ۲۱۶، قیمت ۱۲۵ روپے
ناشر: مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

جناب کیپٹن فضل ربی ایک جید عالم دین دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں ان کی کامیاب حرب اسلامی اور
دفاع پاکستان ایک جامع تحریر، ہمہ پہلو حاوی مضمون، سلاست، استنباط اور استناد کے لحاظ سے جامع اور
اپنی معقولیت اور افادیت کے اعتبار سے منفرد خصوصیات کی حامل ہے موصوف دارالعلوم حقانیہ کے روحانی
فرزند ہیں ان کا یہ مقالہ مادر علمی کے لیے باعث افتخار ہے موصوف نے پاکستان کے دفاعی استحکام کے لیے جو
موثر تجاویز اور جن دفاعی امور کی نشاندہی کی ہے وہ پاک فوجی قیادت اور ملکی سیادت کے لیے قابل توجہ ہیں اگر
قومی قیادت خلوص دل سے ان خطوط کو اپنے لائحہ عمل میں اختیار کرلے تو خدا کی نصرت شامل حال ہوگی قومی اتحاد
اور ملکی استحکام میں ترقی ہوگی، سیرت نبویؐ جہاد اسلام، غزوات رسولؐ اور تاریخ کے کئی ابواب اس میں
آگئے ہیں مطالعاتی حلقوں کے لیے مفید اور نادر تحفہ ہے۔

ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے سالانہ زر اعانت ایک سو روپیہ۔
ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، نصر چیمبر، مرکز الف ۷، اسلام آباد۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز ایک منفرد ادارہ ہے جو اس ضرورت کے تحت قائم کیا گیا ہے کہ پاکستان
اور عالم اسلام کے مسائل پر آزادانہ تحقیق اور بحث مباحثہ کرے، مختلف اہم مسائل کی نشاندہی کرے اور ان
پر متبادل نقطۂ نظر پیش کرے۔ انسٹی ٹیوٹ پاکستان اور عالم اسلام کے ان اہل علم اور ماہرین کے لیے ایک
ایسا پلیٹ فارم ہے جو اپنی علمی اور فنی لیاقت سے اسلامی دنیا کی اپنی اقدار کے مطابق تعمیر نو کرنا چاہتے ہیں
اسی مقصد کے پیش نظر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے زیر تبصرہ جریدہ کا اجراء کیا ہے جس میں عیسائی

مسلم تعلقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

زیر تبصرہ شمارہ دسمبر ۱۹۹۲ء کے اداریے میں شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اداریے کے اختتام پر مندرجہ ذیل صائب مشورے سے نوازا گیا ہے۔

"اقلیتی رہنماؤں کو پاکستان کے لبرل سیکولر طبقے کی جانب سے اٹھائے گئے موہوم خدشات اور اندیشوں سے نکالنے کی ضرورت ہے اور اس مقصد کے لیے دینی قوتوں کو چاہیئے کہ وہ براہ راست اقلیتی رہنماؤں سے رابطہ قائم کریں اور اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو جو شالی عزت و احترام حاصل ہے اس کا عملی مظاہرہ کریں۔ اسی طرح اقلیتی رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ احتجاج کی سیاست اختیار کر کے جمہور مسلمانوں کو اپنے بالمقابل کھڑا دیکھنے کی بجائے افہام و تفہیم سے کام لیں اور پاکستان کے مسلمانوں کو ان کی جدوجہد سے فیض یاب ہونے دیں"

یہ ایک ایسا مشورہ ہے جس پر واقعی ہمارے دینی اور اقلیتی رہنماؤں کو غور کرنا چاہیئے بلکہ آپس میں مل بیٹھنا چاہیئے تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ایک ایسی تجویز ہے کہ اگر حکومت بھی اس پر عمل درآمد کی کوشش کرے اور یہ دونوں طبقات مل بیٹھیں تو بہت اچھا ہوگا۔

اس کے علاوہ اختر راہی صاحب کا "قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مطالعہ عیسائیت" کے عنوان سے ایک مقالہ شامل اشاعت ہے۔ دوسرا مقالہ "ویٹیکن سٹی اور اس کے کتب خانے" پر ہے۔ یہ دونوں مقالے بہت پر مغز اور معلومات افزا ہیں۔ اس کے علاوہ مشنری اداروں کی سرگرمیوں کی رپورٹ اور خبریں شامل ہیں۔ تبصرہ کتب کے علاوہ ایک اور اہم چیز اس شمارے میں جنوری تا دسمبر ۱۹۹۲ء تک شائع ہونے والے مضامین کا اشاریہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱ تحقیقی مقالے اس جریدے میں سال بھر میں شائع ہوئے اس کے علاوہ ایک نظر میں سال بھر میں ہونے والی مشنری سرگرمیوں کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔

زاد الداعی / داعی کا توشہ

مؤلف مولانا اکرام اللہ جان قاسمی۔ قیمت ۸ روپے، صفحات ۴۶، ناشر ادارہ اشاعت دینیات بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ لاہور

مولانا اکرام اللہ جان قاسمی نے دارالعلوم حقانیہ میں علوم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کی سعادت حاصل کی اور پھر اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ "جامعۃ البنات الاسلامیہ سرڈھیری" کی تعمیر و ترقی اور خدمت و استحکام میں مصروف ہو گئے اللہ نے انہیں تحریر کی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔ پیش نظر رسالہ جس میں تبلیغی جماعت کے چھ نمبر، عمومی اور خصوصی گشت اور مشورہ کے آداب، اعمال کے مذاکرے، تبلیغ کی فضیلت و ترغیب اور مکالمے عربی زبان میں اردو ترجمے کے ساتھ انہوں نے مرتب کیے ہیں۔ عمدہ طباعت، واقعتاً تبلیغی جماعت کے لیے ایک لاجواب تحفہ ہے۔

REGD. NO. P-90

AL-HAQ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم..

حضرت علی ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں گی تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی"

دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

- جب مال غنیمت ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
- امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔
- زکوۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے
- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- مساجد میں شور مچایا جائے۔
- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- مرد ابریشم پہنیں۔
- آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے
- رقص و سرود کی محفلیں سجائی جائیں
- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذابِ الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحابِ سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی۔ باب علامات الساعة)